28

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

1 تا 22 رمضان المبارک 1435ھ / 15 تا 21 جولائی 2014ء

عورت کا مقام:

میڈیا اور تاجر حضرات ذرا سوچیں!

اسلام نے عورت کو جو مقام اور احترام دیا ہے وہ کوئی دوسرا مذہب یا نظام نہیں دے سکا۔ اس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ کے مطابق ''جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔'' اسلام نے عورت کو والدین اور شوہر دونوں کی وراثت میں بھی حصہ دار بنایا ہے جبکہ مغربی تہذیب نے آزادئ نسواں کے نام پر عورت کو شمع محفل بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حلال رزق کمانے کے لیے مرد کو بیرون خانہ اور عورت کو خاوند اور بچوں کی نگہداشت کے لیے اندرونِ خانہ الگ الگ ذمہ داریاں سونپی تھیں۔ یورپ کے عیار مرد نے آزادئ نسواں اور یکساں حیثیت کے پُر فریب نعرے پر اسے کولہو کا بیل بنا دیا۔ تاجر اور صنعت کار اپنی پروڈکٹ کی فروخت کے لیے عورت کے حسن اور نزاکت کا اشتہار دے رہے ہیں اور میڈیا اپنی ریٹنگ اور اشاعت بڑھانے کے لیے عورت کی عریاں اور نیم عریاں تصاویر شائع کر رہا ہے۔ تاجر طبقہ اور میڈیا یہ سوچے کہ وہ اپنی خواتین کے لیے یہ رول پسند کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فحاشی اور بے حیائی کو شیطانی عمل قرار دیا ہے اور شدید ترین انداز میں اس کی مذمت کی ہے۔ کیا چند ٹکوں کی خاطر اللہ کی ناراضگی مول لینا اور آخرت کے دائمی عذاب کا مستحق ہونا خسارے کا سودا نہیں۔ ذرا سوچئے!

منجانب:
تنظیمِ اسلامی
A-67، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور
فون: 35858212-36316638

اس شمارے میں

سیاسی مفاہمت ناگزیر ہے

روزہ اور دُعا

قافلہ سخت جاں

اعتکاف: فضائل و احکام

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

پارٹ سیکولرازم...... پارٹ ٹائم اسلام

قرآن مجید کا آرٹیکل 6

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (620)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

طاغوت سے بچو!

سورۃ النحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 36 تا 37

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۞ اِنۡ تَحۡرِصۡ عَلٰى هُدٰٮهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۞

آیت ۳۶ ﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ﴾ ’’اور ہم نے تو ہر اُمت میں ایک رسولؑ بھیجا (اس پیغام کے ساتھ) کہ اللہ ہی کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو!‘‘

طاغوت کا لفظ ’طغٰی‘ سے مشتق ہے جس کے معنی سرکشی کے ہیں۔ لہٰذا جو کوئی اللہ کی بندگی اور اطاعت سے سرکشی اور سرتابی کر رہا ہو وہ طاغوت ہے‘ چاہے وہ انسان ہو یا جن‘ کسی ریاست کا کوئی ادارہ ہو‘ آئین ہو یا خود ریاست ہو۔ جو بھی اللہ کی اطاعت سے سرتابی کر کے اس کی بندگی سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گا‘ وہ گویا اللہ کے مقابلے میں حاکمیت کا دعویدار ہو گا اور اسی لیے طاغوت کے زمرے میں شمار ہو گا۔ طاغوت سے کنارہ کشی کا حکم سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۵۶ میں اس طرح آیا ہے: ﴿فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى ۚ لَا انۡفِصَامَ لَهَا ؕ﴾ ’’جس کسی نے کفر کیا طاغوت سے اور ایمان لایا اللہ پر تو یقیناً اس نے تھام لیا ایک مضبوط حلقہ جس کو ٹوٹنا نہیں ہے۔‘‘

﴿فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ ؕ﴾ ’’تو اُن میں کچھ ایسے بھی تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دے دی‘ اور کچھ وہ بھی تھے جن پر مسلط ہو گئی گمراہی۔‘‘

﴿فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۞﴾ ’’تو تم گھومو پھرو زمین میں اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا!‘‘

تم اپنے تجارتی قافلوں کے ساتھ اصحاب حجر کی بستیوں سے بھی گزرتے ہو‘ تم نے قومِ ثمود کے محلات کے کھنڈرات بھی دیکھے ہیں۔ تم قومِ مدین کے انجام سے بھی واقف ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ سدوم اور عامورہ کی بستیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا۔ یہ تمام تاریخی حقائق تمہارے علم میں ہیں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ان سب کو کس جرم کی سزا بھگتنا پڑی تھی۔

آیت ۳۷ ﴿اِنۡ تَحۡرِصۡ عَلٰى هُدٰٮهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۞﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) اگر آپ کو بہت خواہش ہے ان کی ہدایت کی تو یقیناً اللہ ہدایت نہیں دیتا اُسے جس کو وہ گمراہ کر دیتا ہے‘ اور ان کے لیے نہیں ہوں گے کوئی مددگار۔‘‘

اس سلسلے میں اللہ کا قانون اٹل ہے۔ اللہ کی طرف سے لوگوں تک حق کی دعوت پہنچانے کا پورا بندوبست کیا جاتا ہے‘ ان پر ہدایت منکشف کی جاتی ہے اور بار بار انہیں موقع دیا جاتا ہے کہ وہ سیدھے راستے پر آ جائیں۔ لیکن اگر کوئی شخص حق کو واضح طور پر پہچان لینے کے بعد بار بار اسے رد کر دے تو اس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ پھر وہ حق کو پہچاننے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کی گمراہی پر مہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں ہی کے متعلق سورۃ البقرۃ کی آیت ۷ میں فرمایا گیا ہے: ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَعَلٰى سَمۡعِهِمۡ ؕ وَعَلٰۤى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ ۚ﴾ ’’اللہ نے مہر لگا دی ہے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر‘ اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑ چکا) ہے‘‘۔ چنانچہ اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں آیت زیر نظر میں فرمایا جا رہا ہے کہ اے نبی ﷺ! آپ کی شدید خواہش ہے کہ یہ لوگ ایمان لا کر راہِ ہدایت پر آ جائیں‘ مگر چونکہ یہ حق کو اچھی طرح پہچان لینے کے بعد اس سے روگردانی کر چکے ہیں اس لیے ان کی گمراہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے‘ اور اللہ کا اٹل قانون ہے کہ وہ ایسے گمراہوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ سورۃ القصص کی آیت ۵۶ میں اسی اصول کو واضح تر انداز میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے: ﴿اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ چاہیں بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے۔‘‘

ہفت روزہ — لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
16 تا 22 رمضان المبارک 1435ھ — جلد 23
15 تا 21 جولائی 2014ء — شمارہ 28
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہائے کن ہاتھوں میں تقدیرِ حنا ٹھہری ہے

جس ملک کی سرزمین ہر دوسرے روز خوفناک بم دھماکوں سے لرز اٹھے اور اپنے باسیوں کے خون سے سرخ ہو جائے، جہاں راہ گیروں کی ٹارگٹ کلنگ ایک شغل بن جائے، جہاں شہریوں کا مال، جان اور عزت ہر وقت خطرے میں ہو جس ملک کی فضاؤں میں اُس کے اپنے طیارے بھی گولیوں کی بوچھاڑ سے نہ بچ سکیں، جس ملک کے ہوائی اڈوں پر دہشت گرد اچھلتے کودتے پہنچ جائیں اور جتنی چاہیں تباہی پھیلا دیں، اُس ملک کا وزیر داخلہ اپنی ہی حکومت سے روٹھ کر گھر بیٹھ جائے اور ملک کی باسٹھ فیصد آبادی والے صوبے کے وزیر اعلیٰ تمام امور حکومت سے لاتعلق ہو کر اُسے منانے کے لیے ہنری کسنجر کی شٹل ڈپلومیسی کا سہارا لے رہے ہوں اور وزیر اعظم بھی اندرونی و بیرونی خطرات سے نمٹنے کی بجائے اپنے اوقاتِ کار اور اپنی ذہنی صلاحیتیں اسی کام میں کھپا رہے ہوں تو پھر اس ملک میں امن وامان کیا بحال ہوگا۔ ایسا ملک اپنی سلامتی ہی کو برقرار رکھ لے تو یہ کسی معجزہ سے کم نہ ہوگا۔ بہر حال میاں صاحب چودھری نثار کو منانے میں کامیاب ہو چکے ہیں، اگرچہ یار لوگوں کا اصرار ہے کہ رنجشیں دور نہیں ہوئیں۔ طاہر القادری اور عمران خان کے جارحانہ عزائم کا توڑ کرنے کے لیے فی الحال ''مٹی پاؤ'' کا عمل کیا گیا ہے۔ بعد میں کوئی مستقل حل نکالنے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ دوسری طرف تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان جو 14 اگست کو نیا پاکستان بنانے کے لیے میدان میں اترنے والے ہیں، وہ بہاولپور کے جلسہ عام میں عوام سے خطاب فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہماری سونامی مارچ میں کسی سپاہی نے رکاوٹ ڈالی تو میں اُسے اپنے ہاتھوں سے پھانسی دوں گا۔ اندازہ کیجیے اور ہماری طرح آپ بھی سر پیٹیں۔ وزیر اعظم صاحب کی ترجیحات ملاحظہ ہوں، ایسے وقت میں جب افواج پاکستان ایک ایسی جنگ لڑ رہی ہوں جس میں دونوں طرف مسلمان کا خون بہہ رہا ہے اور جس کے نتائج انتہائی خوفناک نکلتے دکھائی دیتے ہیں، بیرونی تخریب کار بھی پوری شدت سے پاکستان کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہوں، اُس وقت وزیر اعظم روٹھے یار کو منانے میں وقت اور توانائیاں ضائع کر رہے ہوں اور اُن کے حریف عمران خان اپنے جلسے میں عوام کی زیادہ تعداد دیکھ کر زبان اور ذہن پر کنٹرول کھو دیں اور عوام کو قانون کو ہاتھ میں لینے کی ترغیب دینے لگیں۔

رنگِ گل کا ہے سلیقہ نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں میں تقدیرِ حنا ٹھہری ہے

اُدھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طاہر القادری کے غیظ وغضب میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں انقلاب اب مہینوں کی نہیں ہفتوں کی بات ہے۔ ہم موجودہ نظام کو تہہ وبالا کر دیں گے اور ایسا نظام لائیں گے کہ 20 کروڑ انسانوں کی تقدیر بدل جائے گی۔ حضرت کے منہ میں گھی شکر، لیکن بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ کسی زمانے میں مولانا کا انقلاب، انقلاب مصطفویؐ تھا۔ اب لفظ ''مصطفوی'' غائب کر دیا گیا ہے، اب صرف انقلاب ہے۔ شنید ہے کہ مولانا عید الفطر کا انتظار بھی نہیں کریں گے۔ عمران خان پر سبقت لے جائیں گے اور شاید اِس مرتبہ شہرِ اعتکاف کے لیے اسلام آباد کا انتخاب ہو۔ واللہ اعلم۔ بہر حال حالات مزید بگاڑ کی طرف جا رہے ہیں اور خدشہ یہ ہے کہ 14 اگست کے مارچ کے نتیجہ میں یہ بگاڑ اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا اور حالات بے قابو ہو جائیں گے۔

یہ پاکستان کے اندرونی حالات کا منظرنامہ ہے اور بیرونی سطح پر اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کی سازشیں اپنے عروج پر ہیں۔ عراق کے حصے بخرے کامیابی سے کیے جا رہے ہیں۔ فلسطینیوں پر مسلسل بمباری کر کے اُن کی نسل کشی ہو رہی ہے۔ شام کے بارے میں امریکہ اور روس کا فیصلہ یہ ہے کہ باغیوں کی مدد بھی کرو اور بشار الاسد کو بھی کچھ نہ ہونے پائے، تاکہ مسلمانوں کی باہمی خونریزی جاری رہے۔ اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کے لیے افغانستان اہم ترین اور سنگین ترین مسئلہ ہے۔ انہیں افغانستان چھوڑنا بھی ہے کیونکہ اتنے جانی اور مالی نقصان کے وہ متحمل نہیں ہو رہے، لیکن ایک تو اِس انداز میں کہ شکست کو فتح کے تاثر میں تبدیل کیا جائے اور دوسرا اپنے صفِ اوّل کے اتحادی اور نان نیٹو رکن پاکستان کی ایسی درگت بنا دی جائے اور اُسے اِس حال میں پہنچا دیا جائے کہ وہ اپنی ایٹمی صلاحیت لیبیا کے کرنل قذافی کی طرح خود پلیٹ میں رکھ کر یورپ و امریکہ کے حوالے کر دے۔ یہ بات الگ ہے کہ کرنل صاحب پھر بھی جان کی امان نہ پا سکے اور سڑکوں پر گھسیٹتے ہوئے ہلاک کر دیئے گئے۔ یہی پروگرام پاکستان کے بارے میں ہے۔ ہم کرنل قذافی کا واقعہ تحریر کر کے پاکستان کے ٹھیکیداروں کو آگاہ کر رہے ہیں کہ وطن سے غداری اور ضمیر فروشی کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ اسلام اور پاکستان دشمن قوتیں جب پاکستان میں انارکی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی اور جب مقتدر حلقے اپنی جانیں بچانے کی فکر میں ہوں گے تو انہیں یہ پیش کش کی جائے گی کہ اُن کا اقتدار، جان اور مال بچ سکتا ہے اگر وہ ایٹمی اثاثہ جات ہمارے حوالے کر دیں۔ اس لیے اپنوں سے صلح کر لینے میں ہی عافیت ہے۔ طاقت ہونے کے باوجود اپنوں کے سامنے جھک جانے میں اور اپنوں کے مطالبات تسلیم کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ آج چار ڈبے کھل جائیں گے، چار حلقوں میں نشستیں کم ہو جائیں گی تو کوئی قیامت برپا نہیں ہو گی۔

ہم حکومت اور حقیقی اپوزیشن یعنی تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کو چند مشورے دینا چاہتے ہیں۔ ہماری رائے میں ان مشوروں پر عمل کرنے سے سیاسی ہنگامہ آرائی کی مصیبت جس کے لیے عید الفطر کے بعد لنگوٹ کس لیے گئے ہیں، کم از کم وقتی طور پر ٹل جائے گی اور مہلت مل جانے سے ہم شاید کوئی ایسی منصوبہ بندی کرنے میں کامیاب ہو جائیں جس سے ملک میں بدامنی اور ہماری بدحالی کا مستقل حل نکل سکے۔

(1) الیکشن کمیشن کی تشکیل نو ہو اور اُسے مکمل طور پر آزاد اور خود مختار بنایا جائے۔

(2) حکومت اور اپوزیشن جن حلقوں میں دھاندلی کی نشاندہی کر چکے ہیں وہاں از سرِ نو انتخاب منعقد کروائے جائیں۔

(3) سیکورٹی ادارے دورانِ انتخاب صرف الیکشن کمیشن کے ماتحت ہوں۔

(4) حکومت کی میعاد صرف تین سال کر دی جائے۔

(5) عمران خان آزادی مارچ کی منسوخی کا اعلان کر کے حکومت سے تعاون کریں۔

(6) سانحۂ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کو سخت ترین سزا دی جائے چاہے اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب ملوث ہوں۔

(7) فوجی آپریشن ضربِ عضب بند کر کے فوری طور پر مذاکرات کا سلسلہ از سرِ نو شروع کیا جائے۔

ہماری رائے میں موجودہ حالات میں سیاسی مفاہمت ناگزیر ہے۔ یہ اُس پاکستان کا عارضی اور ہنگامی علاج ہے جو مسائلستان بن چکا ہے۔ ریاست پاکستان جو قریب قریب مفلوج ہو چکی ہے اُسے اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے اور پھر اِن تمام امراض کا جو ریاست پاکستان کو لاحق ہو چکے ہیں اُن سے شفا پانے کے لیے ایک وسیع بنیادوں پر مشاورت منعقد کی جائے جس میں مذہبی سیاسی اور سماجی جماعتیں اور صائب الرائے افراد کو شامل کیا جائے اور مستقل بنیادوں پر ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ کیسے پاکستان کو ایک ایسا عادلانہ نظام دیا جا سکتا ہے جو انسانوں کا استحصال نہ کرے اور ایسا معاشرہ وجود میں آ سکے کہ انفرادی طور پر پاکستان کے ہر شہری کو حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرنے کے مواقع میسر ہوں، اور اجتماعی سطح پر نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر دنیا کے سامنے آ جائے۔

پریس ریلیز 11 جولائی 2014

حکومت اور تحریک انصاف کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی سے ملک کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے

حکومت چار حلقوں میں از سرِ نو گنتی بارے عمران خان کے مطالبہ پر سنجیدگی کا مظاہرہ کرے۔ عمران خان بھی مطالبات کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کو عبرتناک سزا دی جائے

حافظ عاکف سعید

پاکستان کی سیاسی قیادت کو اب بلوغت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے حکومت اور تحریک انصاف کے درمیان بڑھتی ہوئی چپقلش پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اقتدار قائم رکھنے اور اقتدار چھیننے کی اس رسہ کشی میں پاکستان کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عمران خان کے مطالبے پر اگر چار حلقوں میں از سرِ نو گنتی یا انتخابات کروا دیے جاتے تو شروع میں حالات کو سنبھالا دیا جا سکتا تھا۔ انہوں نے حکومت کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کا مشورہ دیا تاکہ 14 اگست کو مارچ کی صورت میں تصادم کو روکا جا سکے۔ انہوں نے عمران خان کو بھی مشورہ دیا کہ وہ اپنے مطالبات کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں اور ایسے وقت میں اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ نہ کریں جبکہ ضربِ عضب کی وجہ سے معاملات پہلے ہی بہت بگڑے ہوئے ہیں اور ہم اندرونی خلفشار کا شکار ہیں۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کو عبرتناک سزا دی جائے۔ آخر میں انہوں نے وزیر اعظم اور آرمی چیف کو مشورہ دیا کہ وہ آپریشن کے باعث شمالی وزیرستان سے مہاجر ہونے والے قبائلی بھائیوں کے ساتھ ایک ہفتہ گزاریں تاکہ انہیں اس قیامت کی کچھ خبر ہو سکے جو ان پر گزری ہے۔ انہوں نے حالات کو تشویشناک قرار دیتے ہوئے دعا کی کہ اللہ ہمیں اسلام اور پاکستان کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق بخشے آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

رمضان المبارک کے دومتوازی پروگرام

دن کا روزہ، رات کا قیام اور

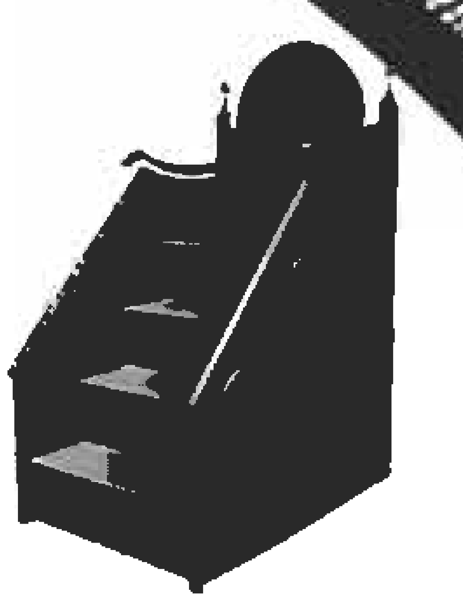

روزہ اور دُعا کا باہمی تعلق

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایمان افروز خطبۂ جمعہ کی تلخیص

[خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد]

سورۃ البقرہ کے 23ویں رکوع میں ماہ رمضان المبارک کی فضیلت اور روزہ کی فرضیت اور حکمت بیان کی گئی ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o ﴾ (البقرہ:183)

’’مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔‘‘

اِس آیت میں روزے کی حکمت بیان کی گئی ہے۔ روزے کا حاصل تقویٰ ہے۔ دراصل انسان کا وجود دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک اس کا حیوانی وجود ہے اور دوسرا روحانی وجود۔ حیوانی وجود زمین سے آیا ہے اور زمین ہی سے اس کی غذا یعنی تقویت کا سامان آتا ہے۔ روحانی وجود آسمان سے آیا ہے اور اس کی غذا (یعنی کلام ربانی) بھی وہیں سے آئی ہے۔ یعنی یہ روح ربانی ہے اور اس کی غذا کلام ربانی ہے۔ روزے کی عبادت خاص روح کے اعتبار سے ہے۔ اسی لیے حدیث میں ہے کہ بندۂ مومن کو اُس کے تمام اعمال کا دس گنا یا سات سو گنا اجر ملے گا سوائے روزے کے۔ روزہ خاص میرے لیے ہے، اور میں ہی اس کی جزا دوں گا یا خود میں ہی اس کی جزا ہوں۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ روح کا تعلق چونکہ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہے، اس لیے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔

اگلی آیت میں روزے کے ابتدائی احکام آئے ہیں۔ مکے میں روزے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ مدینہ آکر حضورﷺ نے پہلے صرف نویں اور دسویں محرم کے روزے کا اور پھر ہر مہینے میں تین روزوں کا حکم دیا۔ سولہ سترہ مہینوں کے بعد رمضان کے روزے کا حکم آیا۔ رمضان کے روزے کے حکم میں وجوب علی التخییر تھا۔ ایک تو رعایت یہ تھی کہ اگر آدمی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں تعداد پوری کر لے۔ تین روزوں میں سے ایک رہ گیا تو بعد میں ایک اور رکھ لو اور اگر نہ رکھو، تو ایک فقیر کو کھانا کھلا دو۔ جب صوم رمضان کا حکم آیا اور پورے مہینے کے روزے فرض کیے گئے تو اس میں وجوب علی التعیین ہو گیا کہ اب یہ روزہ ہی رکھنا ہو گا، جس کا فدیہ نہیں ہے۔ ماہ رمضان کے روزے کے فدیے کو حضورﷺ نے اُن لوگوں کے لئے باقی رکھا ہے جو بہت بوڑھے ہو جائیں یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ روزہ نہ رکھ سکیں، لہٰذا یہ لوگ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

اب سوال یہ ہے کہ روزے کے لیے ماہ رمضان کا انتخاب کیوں ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ روزہ اصل میں قرآن مجید کے ساتھ اپنے تعلق کی تجدید کا پروگرام ہے۔ اِسی لیے رمضان المبارک میں دن کے روزے کے ساتھ قیام اللیل مع القرآن کا متوازی پروگرام دیا گیا ہے۔ قیام اللیل کا ذکر قرآن میں نہیں ہے بلکہ احادیث میں ہے۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ’’روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے۔ (یعنی اس بندے کی جو دن میں روزے رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اُس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا) روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ مغفرت ورحمت کا معاملہ فرما) اور قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا۔ اے میرے ربّ! آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما)۔ چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا)۔‘‘ (رواہ البیہقی)

آپؐ نے یہ بھی فرمایا: ’’جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اور جو رمضان (کی راتوں) میں کھڑا رہا (قرآن سُننے اور سُنانے کے لیے) ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں۔‘‘ (متفق علیہ)

قیام اللیل سے کیا مراد ہے؟ اس کا اطلاق کم سے کم کتنے وقت پر ہوگا، اس کا فیصلہ خود قرآن نے کر دیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ ﴾ (المزمل) ’’اے کمبل میں لپٹ کر لیٹنے والے! کھڑے رہا کرو رات کو سوائے تھوڑے سے حصے کے‘‘۔ آگے اس کی وضاحت فرمادی: ﴿ نِصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ ﴾ ’’آدھی رات یا اس میں سے کچھ کم کر لو (نصف میں سے کچھ کم ہوگا تو ایک تہائی رات رہ جائے گی) یا نصف پر کچھ زیادہ کر دو (یہ دو تہائی رات ہو جائے گی)‘‘۔ ﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ ﴾ ’’اور قرآن کو پڑھو ٹھہر ٹھہر کر‘‘۔ یہ جو کھڑے رہنا ہے یہ اس لیے ہے کہ قرآن مجید کو آہستہ آہستہ، سمجھتے ہوئے، غور کرتے ہوئے اور اپنے قلب و ذہن کو اس سے منور کرتے ہوئے پڑھنا ہے۔ میں نے جو یہ تعبیر کی ہے کہ اگر نصف سے کم ہو تو ایک تہائی رات اور اگر نصف سے زیادہ ہو تو دو تہائی رات بنتی ہے، تو یہ اسی سورۂ مبارکہ کے اخیر میں ہے کہ: ﴿ اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ ط ﴾ (آیت:20) ’’(اے نبی!) آپ کا ربّ خوب واقف ہے کہ آپ بھی اور آپ کے کچھ ساتھی بھی کھڑے رہتے ہیں آپ کے ساتھ کبھی دو تہائی رات،

کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات‘‘۔ چنانچہ قیام اللیل کا اطلاق کم سے کم ایک تہائی شب پر ہوگا‘ اس سے کم پر نہیں۔

اب دیکھئے اس بات کی تشریح و توضیح کہ رات کا کم سے کم کتنا حصہ قیام اللیل میں گزارنا ہے، اس کی حکمت یہی ہے کہ اُمت پر سختی نہ ہو۔ اُمت میں سب لوگوں کے لیے ایسا ممکن نہیں ہوگا کہ رات بھر یا رات کا دو تہائی حصہ قیام اللیل میں گزاریں۔ نبی اکرم ﷺ نے قیام اللیل کی تشویق فرمائی‘ ترغیب دلائی اور قرآن میں جو حکم وضاحت سے نہیں آیا تھا اس کو واضح کر دیا‘ لیکن اسے اُمت پر فرض آپؐ نے بھی نہیں کیا۔ لہٰذا آپ نے رمضان مبارک میں تراویح کی باجماعت نماز کا اہتمام نہیں کیا سوائے تین راتوں کے اور وہ بھی پچھلی شب‘ تہجد کے وقت۔ بس ترغیب و تشویق تھی کہ کھڑے رہا کرو‘ قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو‘ کم سے کم تہائی شب تو کھڑے رہو۔ تب اس کا کم سے کم حق ادا ہوگا‘ اور اللہ توفیق دے تو نصف شب‘ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر توفیق ہو تو دو تہائی شب۔ چنانچہ ترغیب و تشویق ہے‘ حکم نہیں ہے۔

جہاں تک تراویح کی نماز باجماعت کا تعلق ہے یہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانے میں بھی نہیں تھی۔ ہوتا یہ تھا کہ لوگ مسجد نبویؐ میں ٹولیوں کی صورت میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک حافظ کے ساتھ چار پانچ مقتدی ہوتے تھے جو قرآن سن رہے ہوتے تھے۔ ایسے میں ایک شب حضرت عمر ؓ مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے اور آپؓ نے دیکھا کہ لوگ اس طرح سے ٹولیوں میں قیام اللیل کے لیے کوشش کر رہے ہیں تو آپؓ نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ ان سب کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ آپؓ نے یہ طے کر دیا کہ بیس رکعت تراویح سب مل کر ایک امام کے پیچھے ادا کریں‘ اور یہ نماز عشاء کے متصل بعد ہو۔ اس لیے کہ تہجد کے وقت ایسا اہتمام ایک مشکل اور بھاری شے ہے۔

تب سے یہ بیس تراویح کا نظام شروع ہوا۔ ظاہر ہے کہ اُن لوگوں کو ترجمہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اُن کی زبان عربی تھی۔ قاری پڑھتا تھا اور جو مقتدی تھے ان کے دل میں قرآن اُترتا چلا جاتا تھا۔ یہ تراویح دراصل حضرت عمرؓ کی سنت یا اجتہاد ہے۔ ایک عربی محاورہ ہے، مالا یدرك كله لايترك كله ’’اگر کوئی شے پوری کی پوری حاصل نہ کی جاسکے تو پوری کی پوری چھوڑ بھی نہ دو، بلکہ جتنی مل سکتی ہو اسے لے لو۔‘‘ چونکہ ہم عجمی ہیں، قرآن کو نہیں سمجھتے، اس لیے تراویح کی نماز سے بہتر طور پر مستفیض ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ترجمے کی سعادت حاصل کی جائے۔ جس کی ایک شکل ہم نے اختیار کی ہے۔ ایک شکل وہ تھی جو سہارنپور کی خانقاہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کے ہاں ہوتی تھی۔ وہ یہ کہ چار رکعتیں پڑھ لیں، پھر علیحدہ علیحدہ ہوگئے۔ کوئی قرآن پڑھ رہا ہے۔ کوئی نوافل پڑھ رہا ہے۔ کوئی کچھ اور پڑھ رہا ہے۔ دینی لٹریچر پڑھ رہا ہے اور ایک گھنٹے کے بعد جمع ہوگئے۔ پھر چار رکعتیں ادا کیں، پھر منتشر ہوئے، پھر جمع ہوگئے۔ اس طرح ان کی تقریباً پوری رات جاگتے ہوئے گزر جاتی۔ ہم نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ چار تراویح میں جو قرآن پڑھا جانے والا ہے، اس کا ترجمہ اور تفسیر پہلے سن لو۔ پھر تراویح میں کھڑے ہو کر قرآن سنو۔ چار رکعت کی ادائیگی کے بعد اب پھر اگلی چار رکعتوں میں جو قرآن سننا ہے، اس کو پہلے پڑھ لو، سمجھ لو اور پھر کھڑے ہو جاؤ۔ اس طرح کم از کم بیس، پچیس فیصد قرآن کے معانی آدمی کے ذہن اور قلب پر وارد ہو ہی جائیں گے۔ اور جسے عربی کی کچھ شد بد بھی ہے، تو وہ اَسّی نوے فیصد بھی سمجھ جائے گا۔

دن کے روزہ اور رات کے قیام کا حاصل یہ ہے کہ روح کے اوپر جو نفس امارہ کا دباؤ ہے، وہ روزے سے کم ہو جاتا ہے۔ اور قرآن حکیم سے روح کو جو غذا ملتی ہے اُس سے وہ تقویت پاتی ہے، وہ روح جو گیارہ مہینے آدمی کے نفس کے تقاضے پورا کرنے اور روح کے تقاضوں سے غفلت برتنے کی وجہ سے تقریباً مردہ ہوگئی تھی، از سرِ نو زندہ ہو جاتی ہے۔

سورۃ البقرہ کے اسی رکوع کی آیت 186 میں دُعا کی بابت فرمایا:

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝﴾ (البقرہ:186)

’’اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ تو اُن کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں۔‘‘

دعا کی عظمت و اہمیت کے بارے میں قرآن مجید کی یہ اہم ترین آیت ہے۔ اس آیت کا یہاں روزے کی بحث کے ساتھ آنے کا مطلب کیا ہے؟ دراصل روزے اور قیام اللیل مع القرآن کے ساتھ جب روح کو حیات تازہ ملتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ایک اصول ہے: كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ ’’ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔‘‘ یہ روح اُوپر سے آئی ہے، تو یہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہونا چاہتی ہے۔ یہ روح کا فطری معاملہ ہے۔ یہ روح انسانی کا ایک تقاضا ہے کہ اللہ کا تقرب حاصل کرے اور اس کے لیے سوال یہ ہے کہ ہمارا رب کہاں ہے۔ اس سے ہم کیسے ہم کلام ہوں۔ اس کا ہم کیسے قرب حاصل کریں۔ یہ تلاش دنیا میں بے شمار لوگوں کو رہی۔ آپ کو معلوم ہے، لوگ جنگلوں میں جا کر سال ہا سال ریاضتیں کرتے رہے۔ خانقاہوں میں بیٹھ کر اور غاروں میں بیٹھ کر ریاضتیں کرتے رہے۔

مجھ کو ہے تیری جستجو، مجھ کو تیری تلاش ہے
خالق میرے کہاں ہے تو، مجھ کو تیری تلاش ہے

چونکہ روزے اور قیام اللیل سے روح کو ایک حیاتِ تازہ مل گئی، لہٰذا یہ جو تقرب الی اللہ کا ایک جذبہ اُبھرتا ہے، اسی جذبے کی شکل یہ دعا ہے۔ آپ اللہ سے دعا کریں، اس لیے کہ اُس نے کہا ہے کہ میں تمہارے بالکل قریب ہوں، مجھے تلاش کرنے کے لیے جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تلاش کرنے کے لیے غاروں میں بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں، غور و فکر کے لیے حضور ﷺ بھی غارِ حرا میں بیٹھتے تھے، لیکن وہ حقائق پر غور و فکر کے لیے تھا۔ اللہ کو تلاش کرنے کے لیے کسی غار میں یا جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہے ﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ یعنی ’’ہم تو انسان سے اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔‘‘ یہ تو انسان ہے جو ہماری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس کی توجہ دنیا کی طرف ہے، مال و دولت کی طرف ہے، دنیاوی اقتدار کی طرف ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر وہ میری طرف متوجہ ہو جائے تو میں اِس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے۔

جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (رواہ البخاری)

یہ معاملہ دو طرفہ ہے۔ جیسا کہ ایک شعر ہے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ایک اور حدیث ہے کہ شب کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرماتا ہے، اور پھر پکارا جاتا ہے: ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اسے عطا کروں؟

یہ معاملہ ہے ہمارے رب کا ہمارے ساتھ کہ وہ تو ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ اس پہلو سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غلامی میں ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ ہماری دنیاوی اور اخروی کامیابی اسی میں مضمر ہے۔ انسان کی آزادی (libration) کا سب سے بڑا چارٹر یہ ہے۔ دنیا میں دو قسم کی غلامی اور دو طرح کے شرک رہے ہیں۔ پہلی قسم کا شرک بادشاہی کی صورت میں تھا۔ فرعون خود کو خدا کہتا تھا، بادشاہوں کی حاکمیت سے آزادی حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو بڑی محنت کرنی پڑی ہے۔ چارٹر آف ہیومن رائٹس تک پہنچنے کے لیے نہ معلوم کتنے عرصے تک لوگوں نے بادشاہوں سے کشمکش کی ہے، شیروں کے منہ میں سے نوالا نکالنا کوئی آسان کام نہیں، ان سے اپنے حقوق حاصل کیے۔ لیکن بادشاہوں کی حاکمیت سے نجات حاصل کر کے لوگ عوامی حاکمیت کے شرک میں گرفتار ہوگئے۔ آج

(Poplular sovereignty) کی صورت میں گویا عوام کو خدا قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ بدترین شرک ہے۔ دوسرا بدترین شرک اس exploitation کی صورت میں موجود ہے کہ خدا بہت دور ہے۔ تمہاری پہنچ سے ماوراء ہے۔ اب کیا کرو، تم بتوں کو اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ بناؤ۔ ان کے اوپر چڑھاوے چڑھاؤ۔ وہ چڑھاوے کہاں جاتے تھے۔ ظاہر ہے جو اس کے پروہت ہیں، جو اس کے پجاری ہے، وہ اس کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ بدترین استحصال تھا جو مذہب کے نام پر ہوا۔ اس استحصال سے نجات دلانے والی آیت یہ ہے کہ اللہ سے جب چاہو، جہاں چاہو ہم کلام ہو جاؤ۔ اس سے بڑا آزادی عطا کرنے والا اور exploitation سے نجات دلانے والا اور عقیدہ کوئی نہیں ہے۔ میں تم سے دور نہیں ہوں، دوری کا تصور ہی ذہن سے نکال دو۔ میں تو تم سے تمہاری رگِ جاں سے بھی قریب ہوں۔ میں تو ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب بھی مجھے پکارے۔ لہٰذا مجھے پکارو۔ اسی سلسلے میں سورۃ مومن کی آیت ہے: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝﴾ ’’تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اور جو لوگ میری عبادت سے تکبر کی بنا پر اعراض کرتے ہیں وہ جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل وخوار ہو کر۔‘‘ اس آیت میں دعا کو عبادت کے ساتھ مساوی کیا گیا ہے۔ جو شخص اللہ سے دعا نہیں کرتا، گویا وہ اللہ کی عبادت کا انکاری ہے۔ جو کہتا ہے کہ میں کیوں مانگوں اس کا یہ طرزِ عمل تکبر ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ سے مانگو، وہ مانگنے پر خوش ہوتا ہے۔ تم انسانوں سے مانگتے ہو، اور جن کے سامنے بھی ہاتھ پھیلاتے ہو، ان کے ماتھے پر بل پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا اس سے مانگو، جو مانگنے سے خوش ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’عبادت کا اصل جوہر دعا ہے۔‘‘ ایک اور حدیث میں فرمایا: ’’دعا ہی اصل عبادت ہے۔‘‘ نماز سب سے بڑی عبادت ہے، اور اس کا جزو لازم سورۃ الفاتحہ ہے، جو مکمل دعا ہے اور یہ ہر رکعت میں پڑھنا ضروری ہے۔ اس حوالے سے دعا ہی اصل عبادت ہے۔ آپ دُعا کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے، وہ سن رہا ہے۔ آپ کو یقین ہے کہ وہ اس پر قادر ہے کہ آپ کی دعا قبول کرے، آپ کی تکلیف کو رفع کرے، آپ کی ضرورت کو پورا کرے، گویا دُعا ایمان کا مظہر اتم ہے۔

اب دعا کے بارے میں چند باتیں میں آپ سے اور کروں گا۔ حدیث میں یہاں تک الفاظ آئے ہیں کہ جوتی باندھنے کا تسمہ بھی چاہیے تو اللہ سے مانگو۔ البتہ ایک منزل اس سے آگے کی ہے، وہ یہ کہ جیسے جیسے اللہ کا قرب بڑھتا چلا جاتا ہے، جیسے جیسے حقائق کا ادراک بڑھتا چلا جاتا ہے، دعا کا دائرہ سمٹ جاتا ہے۔ انسان خیال کرتا ہے کہ میں اللہ سے کیا مانگوں، کیا اللہ کو معلوم نہیں کہ مجھے کس چیز کی ضرورت ہے۔ یہ اندازِ فکر تکبر نہیں ہے۔ آپ اپنے ذہن اور سوچ سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ مجھ کو تو خبر ہی نہیں کہ کیا چیز میرے لیے اچھی ہے، اور کیا بُری ہے، جیسے سورۃ البقرہ میں فرمایا: ﴿وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔـا وَّھُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَـيْـــًٔـا وَّھُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (آیت: 216) ’’اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے لئے خیر ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو۔ اور (ان باتوں کو) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔‘‘ بسا اوقات انسان اپنے خیال میں تو اللہ سے خیر مانگ رہا ہوتا ہے، مگر حقیقت میں شر مانگ رہا ہوتا ہے، انسان بڑا عجلت پسند ہے۔ اسے پتا نہیں ہے جو مانگ رہا ہے وہ اس کے حق میں شر ہے یا خیر ہے۔ وہ اپنے خیر اور اپنے شر کو پہچانتا ہی نہیں۔ وہ چیزوں کے ظاہر کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا: ﴿وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝﴾ ’’اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اُسی طرح بُرائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے۔‘‘ اب یہ دعا سمٹ کر کہاں آ جائے گی، اس کو بھی نوٹ کر لیجئے۔ دنیا کی کسی چیز کے لیے دُعا نہ کرو، بلکہ دعا مانگو تو یہ مانگو کہ اے اللہ میرے ایمان میں اضافہ کر، اے اللہ ہماری ہدایت میں اضافہ کر، اے اللہ ہمیں اس ہدایت پر استقامت عطا کر، اے اللہ ہمارے علم میں اضافہ کر۔ احادیث میں جو مسنون دعائیں نقل ہوئی ہیں، وہ مانگی جائیں۔ باقی یہ کہنا کہ اے اللہ یوں کر، یوں نہ کر، یہ ہو جائے، وہ ہو جائے، یہ سب اللہ کے حوالے کر دو۔ اس حوالے سے عظیم ترین دعا دعائے استخارہ ہے، جو حضور نے ہمیں تلقین فرمائی۔ ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی مسئلہ درپیش ہے مثلاً بچی کا رشتہ آیا ہے، بہتر ہے یا نہیں ہے، اس کے لئے اپنی حد تک پوری جانچ پرکھ کے بعد اللہ سے دعا کرو، اور اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کر دو۔ یہ دراصل تفویض امری الی اللہ ہے۔ اے اللہ میں نے اپنا معاملہ تیرے ہاتھ میں دے دیا۔

آیت زیرِ بحث میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ مجھے ہی پکارو، میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں، تمہاری دُعا کو قبول کرتا ہوں، لیکن دُعا کا ایک تقاضا ہے جو تم نے پورا کرنا ہے۔ وہ کیا ہے؟

﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝﴾ (البقرہ:186)

’’تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں۔‘‘

انہیں (میرے بندوں کو) بھی چاہیے کہ میرا حکم مانیں، میرا حکم سنیں۔ اللہ کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ بندے اُس کے دین کو قائم کریں اور اس دین کے معاملے میں متفرق نہ ہوں۔ مسلک میں متفرق ہونے میں کوئی حرج نہیں کہ نماز کے دوران ہاتھ کہاں باندھیں گے، یہ مسلک ہے۔ لیکن سب کا دین ایک ہے۔ دین یہ ہے کہ اللہ حاکم ہے، انسان اُس کا خلیفہ ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام لازم اور واجب التعمیل ہیں۔ جہاں کوئی حکم نہیں ہے، وہاں مشورہ کرو۔ لیکن جہاں اللہ نے کوئی دیا ہے، وہاں اُس حکم کی تعمیل کرو۔ اللہ کے احکام کو قائم کرو۔ اللہ کی اس پکار پر لبیک کہو، اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے کہ جب تمہیں کوئی ملجا اور ماویٰ نہیں ملے گا۔ تمہارے بارے میں کوئی اللہ سے پوچھ نہیں سکے گا۔ اس دن سے پہلے اللہ کے دین کو بحیثیت نظامِ زندگی قائم کرو۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے۔ یہ ایمان کا وہ تقاضا ہے جو سورۃ الحجرات میں بیان ہوا ہے، جہاں مومن کی تعریف آئی ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝﴾ (آیت:15) ’’مومن تو صرف وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر، پھر شک میں ہرگز نہ پڑے اور جہاد کیا انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ اپنے ایمان کے دعوی میں سچے ہیں۔‘‘

میری آج کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ دن کا روزہ اور رات کا قیام ساتھ ساتھ ہو، کم سے کم تہائی شب قرآن کے ساتھ گزاری جائے۔ جہاں دورۂ ترجمہ قرآن کا اہتمام نہیں ہے وہاں آدمی خود قرآن پڑھے، ترجمہ وتفسیر پڑھے اور قرآن کے ساتھ کم سے کم تہائی رات لگائے۔ اس سے کم وقت پر قیام اللیل کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ ہے صیام وقیام رمضان اور یہ دونوں بالکل برابر کی چیزیں ہیں۔ اس دوگانہ پروگرام کے دو نتیجے ہیں۔ ایک نتیجہ وہ ہے جو سورۃ البقرۃ آیت 185 میں آیا: ﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا ھَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ صیام وقیام رمضان کا ایک تو یہ ظاہری یہ نتیجہ نکلتا ہے یعنی تکبیر رب اور شکر۔ جب قرآن تمہارے قلب پر اثر انداز ہوگا، اس کی عظمت تم پر منکشف ہو گی، پھر تم اس کا شکر ادا کر سکو گے، جیسے کہ اس کے شکر کا حق ہے۔ یہ تو ہوا خارجی معاملہ، جبکہ داخلی معاملہ دُعا ہے۔ اِس سے تمہاری روح اپنے مرکز کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ ہمارا نفس امارہ ہمیں پستیوں کی طرف کھینچتا ہے جبکہ ہماری روح ہمیں بلندیوں کی سیر کرانا چاہتی ہے۔ اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتی ہے۔ دعا در حقیقت روزے اور قیام رمضان کا داخلی ثمر ہے۔ یعنی صیام وقیام کے نتیجے میں کچھ پھل تو باہر لگیں گے یعنی اقامت دین کی جدوجہد میں جان اور مال لگے گا، اور ایک پھل اندر دُعا کی صورت میں لگے گا۔ علامہ اقبال نے اپنے لیکچرز میں بڑی پیاری بات کی ہے، وہ یہ کہ ایک ہماری ego ہے جو محدود ہے اور ایک super ego ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ ایک انائے صغیر ہے اور ایک انائے کبیر ہے۔ دعا میں دونوں انائیں روبرو ہوتی ہیں۔ دعا کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ رب کے روبرو ہیں۔ چھوٹی انا بڑی انا سے ہم کلام ہے۔ یہ گویا روحانیت کی بلند منزل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعا کی لذت عطا فرمائے (آمین)

قافلہ سخت جاں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا بھر میں طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر اسلام کے خلاف لڑتا بھڑتا امریکہ ادھ موا ہو چلا ہے۔ ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ جتنا اسے دبانے کی کوشش کی اتنا ہی منہ زور ہو کر ابھرا۔ مسلم ممالک کی سیکولر حکومتوں، فوجوں اور میڈیا کو ساتھ ملا کر چھیڑی جنگ اب کمبل بن کر امریکہ کی جان کو جا چمٹی ہے۔ افغانستان میں فتح کا خواب کرچی کرچی ہو گیا۔ عراق نہ اگلے بن پڑ رہا ہے نہ نگلے۔ اِدھر کیری نے کہا: عراق جنگ امریکہ کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ اُدھر داعش کے ہاتھوں بے بس ہو کر پھر طواف کوئے ملامت کو 300 امریکی مشیر عراق بھیجنے کا حکم صادر ہو رہا ہے۔ ایران امریکہ سالہا سال نوراکشی اور در پردہ ہم آہنگی کا راز بھی اس افراتفری میں فاش ہو گیا۔ مالی سنبھالیں تو الشباب ناک میں دم کرتا ہے۔ اُدھر سے دامن بچائیں تو بوکوحرام کی تپش جینے نہیں دیتی۔

جمہوریت نوازی کے سارے پول کھل چکے ہیں۔ مصر اور شام میں اپنائی گئی شرمناک آمرانہ ظالمانہ انسانیت کش پالیسیوں کے سبب۔ چہرے کے سارے نقاب حالات کے جبر نے نوچ پھینکے۔ اِدھر پاکستان کی نیم جان سسکتی جمہوریت بھی مذاکرات چھوڑ چھاڑ آپریشن کی بارات میں شامل ہونے پر مجبور کر دی گئی۔ ایوب خانی آمریت کے دور کی یادگار کالا قانون تحفظ پاکستان کے نام پر یوں قومی اسمبلی سے بلڈوز ہوا کہ تحریک انصاف کی انصاف پسندی کی زبان پر تالے پڑ گئے۔ جماعت اسلامی زیرلب بڑبڑا کر رہ گئی، جمعیت علماء اسلام نے بھی محتاط رویہ اپنایا۔ اسٹیبلشمنٹ کی ایما ہی اصل قوت ہے، سو یہ کرنا پڑا۔ اسلام آباد ایک مضبوط پولیس اور ایلیٹ فورس کی موجودگی کے باوصف فوج اور رینجرز کے حوالے کر دیا۔ اب دفعہ 245 کے تحت ہر جگہ فوج طلب کی جا سکے گی۔ مارشل لاء کے سرپرائز سینگ ہوتے ہیں تو وہ تو سارے اُگ آئے ہیں! 'پی ایم کو جو ہے کیپٹل میں اسمبلی کی اجازت، ناداں یہ سمجھتا ہے جمہوریت ہے آزاد!' اسی تنخواہ پر اب تو کام کرنا پڑے گا۔ انہی پابندیوں میں رہ کے تو جینے کی خو کر لے! ساتھ ساتھ قادری، عمران راگنی بھی چلتی رہے گی۔ چودھری برادران شیخ رشید بھی چٹکیاں (چونڈیاں وڈتے) بھرتے رہیں گے۔ ویسے تسلی رکھیے جیسے آج کل دودھ گوالے کے گھر بھی خالص نہیں ملتا، اسی طرح آنجہانی جمہوریت تو اب امریکہ میں بھی عنقا ہو گئی۔ وہاں بھی CIA، پینٹا گون ہی کی حکمرانی ہے۔ سویلین حکومت پیچھے گھسٹتی چلی جاتی ہے۔ اب کہاں حملہ کرنا ہے، اب کہاں آپریشن کرنا ہے۔۔۔! عراق کی مثال تازہ ہے۔

تاہم دنیا کی سب سے نرالی جنگیں لڑنے کا اعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہے۔ بڑے بڑے علاقوں سے اچانک خاندانوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کا انخلا۔ بلاتیاری، خیموں میں بلالحاظ موسم لا پھینکنا۔ باقی علاقے میں بلڈوزر کی مانند کارروائی کر کے ہر کس و ناکس، ذی روح کو دہشت گرد قرار دے کر (وفاقی وزیر عبدالقادر بلوچ کا فرمان) مار ڈالنا۔ امریکہ کی یہ اختراع سوات آپریشن کی صورت میں ہم پر مسلط ہوئی اور بار بار دہرائی گئی۔ بھارت میں 25 مسلح مزاحمتی تحریکیں چل رہی ہیں۔ کسی ایک جگہ بھی ایسا آپریشن نہیں کیا گیا۔ انہوں نے اپنی فوجی قوت ہم پر آزمانے کو سنبھال رکھی ہے اور ہم۔۔۔؟ ڈرون مہم چلانے والے خان صاحب نے پلٹ کر اپنے زیرحکومت جبری بے گھروں کی خبر تک نہ لی۔ ٹھنڈے علاقوں کے عادی، عزت غیرت والے خانوادے فقیر بنا کر بنوں کی بھون ڈالنے والی گرمی میں بغیر سہولتوں کے لا پھینکے گئے؟ وہ جنہوں نے روس کے خلاف جہاد کی میزبانی کی امریکہ کے خلاف میزبانی پر دھر لیے گئے۔ سادہ قبائلی ایمان یہ کیسے سمجھے کہ اس کا جرم کیا ہے۔ ایک کافر ملک (روس) حملہ کرے تو جہاد فرض ہو جائے، حکومت پاکستان پوری اجازت اور شاباش مزید دے۔ مگر جب 49 کافر ممالک ان کے انہی بھائیوں پر حملہ کر دیں تو جہاد دہشت گردی بن جائے؟ مدد جرم ہو جائے؟ سو آج حیا پردے والی بیبیاں چادریں لپیٹے لُو کے تھپیڑے کھاتی مشترکہ غسل خانوں، بھیک کے راشن کی منتظر جھلس رہی ہیں۔ پابند صوم وصلوٰۃ قوم کو عین رمضان میں یوں لا کر پھینک دینا ہماری کون سی سیاسی معاشی مجبوری تھی؟ خان صاحب جا کر انہیں سادہ زبان میں امریکی کانگریس کے مطالبے اور ان کی دربدری کے نتیجے میں ملنے والی ڈالر کہانی تو سمجھا آئیں۔ شاید ان کے آنسو خشک ہو جائیں!

مشرقی پاکستان میں آپریشن کا جو زہریلا ٹیکا لگایا تھا، اس نے پاکستان دولخت کر دیا تھا۔ سبق ہم نے پھر بھی نہ سیکھا۔ ایسے میں زبان بندی کو پی پی او کی منظوری کافی ہے۔ عذر یہ پیش کیا گیا کہ قوانین کی عدم موجودگی کی وجہ سے ملک دشمنوں کو سزائیں نہیں دی جا سکتیں۔ اداروں کو دشواریاں پیش آتی ہیں۔ ان دشواریوں کی دوری اب جبری لاپتگی، حراستی مراکز اور آئے دن پھینکی جاتی لاشوں پر مزید کیا اضافہ کریں گی؟ الامان الحفیظ! کیا ارباب پارلیمنٹ بجٹ سیشن میں اس دُکھی قوم کا روزانہ سات لاکھ بیس ہزار کھانوں پر لٹا کر چلتے بننے ہی کے لیے تشریف فرما ہوئے تھے؟ عدلیہ، اسمبلیاں کس وقعت کی حامل ہیں اگر قوم کو پی پی او کی بیڑیوں میں جکڑنا اور شک کی گولیوں کا نشانہ ہی بنانا ہے۔

مسلم امہ میں سیسی، مالکی، کرزئی تحائف کیا کم تھے کہ اُدھر مراکش میں شاہ محمد ششم نے علمائے دین کے سیاست میں حصہ لینے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ عالم دین سیاسی موضوعات پر رائے نہیں دیں گے۔ خلاف ورزی پر 'جید(!) علماء کی کمیٹی جائزہ لے گی! یعنی علماء پادری بن جائیں؟ ماہ رمضان، ماہ قرآن، ماہ یوم الفرقان (بدر) میں جہالت کے ایسے جھنڈے بھی گاڑے جا سکتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ کی ہجرت مدینہ میں ریاست کے قیام کے لیے تھی۔ حکمرانی صرف اللہ کا حق ہے۔ ''خبردار! مخلوق اس کی ہے (اس پر) حکم بھی اسی کا چلے گا۔'' (اعراف) بار بار قرآن کی تصریح ہے: ''وہی تو ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے پورے کے پورے دین (نظام ہائے زندگی) پر غالب کر دے۔ خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔'' (التوبہ:33، الفتح:28، الصف:9) (باقی صفحہ 19 پر)

اعتکاف کی فضیلت واحکام

حافظ محمد زاھد
pmzahids@yahoo.com

رمضان المبارک بڑی ہی برکتوں' سعادتوں اور نعمتوں والامہینہ ہے۔اس ماہ کے بہت سے فضائل ہیں جن کی بنا پر اس کو باقی گیارہ مہینوں پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔اس ماہ مبارک کی ایک خصوصی عبادت ''اعتکاف'' ہے۔ لغت میں اعتکاف مطلقاً ٹھہرنے کو کہتے ہیں، جبکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے اعتکاف کی نیت اور روزے کے ساتھ اللہ کی رضا جوئی اور تقرب کے حصول کے لیے ایک خاص مدت کے لیے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

اسلام سے قبل کے مذاہب میں خالق کائنات کا قُرب حاصل کرنے کے لیے رہبانیت اختیار کی جاتی تھی۔ دنیاداری اور ساری معاشرت چھوڑ چھاڑ کر جنگلوں کا رخ کیا جاتا تھا،لیکن اسلام نے رہبانیت کو ناجائز قرار دیا اور انسان کو معاشرے میں رہتے ہوئے قرب الٰہی حاصل کرنے کی ترغیب دی۔اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو ''اعتکاف'' وہ عبادت ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے بایں طور کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر اللہ سے لو لگانے کے لیے اس کے در پر حاضر ہوجاتا ہے۔ اگر اعتکاف کو آداب کی رعایت رکھتے ہوئے ادا کیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ معتکف کو قرب الٰہی حاصل نہ ہو۔

اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(1) نفلی اعتکاف: علماء نے لکھا ہے کہ جب بھی کوئی شخص نماز وغیرہ کی غرض سے مسجد میں آئے تو اسے چاہیے کہ اعتکاف کی نیت کرلے۔اس طرح اب یہ شخص جتنی دیر بھی مسجد میں رہے گا یہ معتکف شمار ہوگا۔اس اعتکاف کی شرعی حیثیت مستحب کی ہے۔

(2) واجب اعتکاف: اگر کوئی شخص اعتکاف کی نذر مانتا ہے تو اس پر اعتکاف کرنا واجب ہے۔اگر یہ شخص اعتکاف نہیں کرتا تو اسے واجب چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔اس حوالے سے ایک حدیث ملاحظہ ہو۔حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: ''میں نے جاہلیت کے زمانہ میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجدِ حرام میں اعتکاف کروں گا۔تو آپؐ نے فرمایا:'' اپنی نذر کو پورا کرو۔'' (بخاری) اس حوالے سے یہ بات نوٹ کرلیں کہ جس نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی اس کے ذمے ایک دن کا اعتکاف بھی لازم ہے۔

(3) مسنون اعتکاف: بیسویں روزے کے سورج غروب ہونے سے لے کر شوال کا چاند نظر آنے تک یعنی رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا مسنون عمل ہے اور اس کی شرعی حیثیت سنت مؤکدہ علی الکفایہ کی ہے'یعنی اگر ایک محلے میں سے چند لوگ اعتکاف کرلیں تو وہ سارے محلہ کی طرف سے کفایت کر جائے گا اور اگر اس محلے میں سے کوئی بھی اعتکاف نہیں کرتا تو سارا محلہ گناہ گار ہوگا۔اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ اگر محلے میں سے کوئی خود سے اعتکاف کے لیے تیار نہ ہو تو محلہ داروں کو چاہیے کہ کسی کو ضرور اعتکاف کے لیے تیار کریں۔

اگر کوئی شخص آخری عشرہ میں سے صرف چند دن 'مثلاً چھبیسویں روزے کے غروبِ آفتاب سے شوال کا چاند نظر آنے تک اعتکاف کرتا ہے تو اس کا یہ اعتکاف نفلی ہوگا۔اس لیے کہ مسنون اعتکاف صرف وہی ہے جو رمضان کے مکمل آخری عشرہ کا ہو۔

نبی آخرالزماں ﷺ کا معمول یہی تھا کہ آپؐ بیسویں روزے کے غروبِ آفتاب سے لے کر شوال کا چاند نظر آنے تک اعتکاف فرماتے تھے۔اس بارے میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ ؓ کی روایت ملاحظہ ہو۔وہ بیان کرتی ہیں:

''نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو اٹھالیا۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی اَزواجِ مطہرات ؓ بھی اعتکاف کرتی تھیں۔'' (بخاری)

اعتکاف کے فضائل

اعتکاف کے فضائل کے بارے میں کتب احادیث بھری پڑی ہیں۔ان میں سے چند احادیث ذیل میں بیان کی جارہی ہیں:

(1) حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

''وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لیے نیکیوں کا سلسلہ تمام نیکی کرنے والوں کی مانند جاری رہتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

(2) حضرت ابن عباس ؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اللہ کی رضا کے لیے ایک دن اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کردیتا ہے (جس میں سے) ہر خندق مشرق سے مغرب کے درمیانی فاصلے سے زیادہ لمبی ہے۔'' (بیہقی)

(3) حضرت حسین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کیا اس کا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے۔'' (بیہقی)

نبی اکرم ﷺ کا غارحرا میں اعتکاف

نبی اکرم ﷺ نبوت ملنے سے قبل غار حرا میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور اس اعتکاف کے بعد آپؐ کو ربّ العالمین کی طرف سے قرآن مجید جیسا لازوال انعام عطا فرمایا گیا۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

''نزولِ قرآن سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارک میں سب سے یکسو اور الگ ہو کر تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر کا جو بیتابانہ جذبہ پیدا ہوا تھا' جس کے نتیجہ میں آپؐ مسلسل کئی مہینے تک غار حرا میں خلوت گزینی کرتے رہے' یہ گویا آپ کا پہلا اعتکاف تھا اور اس اعتکاف ہی میں آپؐ کی روحانیت اس مقام تک پہنچ گئی تھی کہ آپ ﷺ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہوجائے۔چنانچہ حرا کے اس اعتکاف کے آخری ایام ہی میں اللہ کے حامل وحی فرشتے جبرائیل سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیات لے کر نازل ہوئے۔تحقیق یہ ہے کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ اور اس کا آخری عشرہ تھا اور وہ رات شب قدر تھی' اس لیے بھی اعتکاف کے لیے رمضان مبارک کے آخری عشرہ کا انتخاب کیا گیا۔'' (معارف الحدیث)

معتکف ‘اللہ ربّ العزت کا مہمان

کوئی شخص جب کسی کا مہمان بنتا ہے تو میزبان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے مہمان کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑے اور اس کے لیے میزبان سے جو بن پاتا ہے وہ کرتا ہے۔ اب آپ معتکف کی حیثیت کا اندازہ لگائیں جو اللہ ربّ العزت کا مہمان ہے اور جس شخص کا میزبان خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی اور فضیلت انسان کے لیے کیا ہوسکتی ہے۔ ’’مظاہر حق‘‘ شرح مشکوٰۃ میں معتکف کی اس حیثیت کو ایک مثال سے سمجھایا گیا ہے:

’’معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بادشاہ کے دروازے پر پڑ جائے اور اپنی درخواست و حاجت پیش کرتا رہے‘ اسی طرح معتکف بھی گویا زبانِ حال سے کہتا ہے: اے میرے مولیٰ! اے میرے پروردگار! میں تیرے دروازے پر پڑا رہوں گا اور اُس وقت تک نہیں ٹلوں گا جب تک تو میری بخشش نہیں کرے گا‘ میرے مقاصد پورے نہیں کرے گا‘ اور میرے دینی و دنیوی غم و آلام دور نہیں کرے گا۔‘‘ (مظاہر حق)

اعتکاف: لیلۃ القدر کی تلاش کا ذریعہ

اعتکاف کا ایک عظیم مقصد یہ بھی ہے کہ اس میں لیلۃ القدر جیسی افضل رات کو تلاش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ خود بھی اعتکاف میں لیلۃ القدر کو تلاش کرتے تھے اور اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی لیلۃ القدر کی تلاش کا حکم فرماتے تھے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔‘‘ (بخاری)

حضرت عائشہ ؓ کی ایک روایت میں لیلۃ القدر کے حوالے سے ایک خصوصی دعا مذکور ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ))

’’اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا اور کرم فرمانے والا ہے اور معاف کر دینا تجھے بہت پسند ہے‘ پس تو میری خطائیں معاف فرمادے۔‘‘ (ترمذی)

چونکہ شب قدر آخری عشرے ہی کی ایک رات ہوتی ہے لہٰذا معتکف کو موقع میسر ہے کہ وہ ہر رات کثرت سے یہ دعا کرے‘ اس طرح اس کی یہ دعا یقیناً لیلۃ القدر کی بھی دعا ہوگی۔

معتکف کا حجرہ‘ سنتِ نبویؐ کے عین مطابق ہے

عام طور پر معتکف کے لیے مساجد میں چادروں سے ایک خیمہ بنایا جاتا ہے جس کا مقصد عبادات میں یکسوئی اور بندہ اور اس کے رب کے درمیان تنہائی کے لمحات پیدا کرنا ہے۔ یہ خیمہ بنانا سنت نبویؐ کے عین مطابق ہے۔ اس لیے کہ احادیث میں موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے بھی اعتکاف کے دوران مسجد میں خیمہ بنایا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی جس کو آپؐ دن میں بچھاتے اور رات کو اسی سے حجرہ سا بنا لیتے (تاکہ یکسوئی حاصل ہو) اور اس کی طرف نماز ادا فرماتے۔‘‘ (ابن ماجہ)

اعتکاف کی قضا

اگر کوئی شخص بیسویں روزے کے سورج غروب ہونے پر اعتکاف میں بیٹھ گیا لیکن پھر کسی وجہ سے وہ اپنے اس اعتکاف کو پورا نہ کر سکا تو اب اس پر قضا ہے یا نہیں؟ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی ’’مسائل بہشتی زیور‘‘ میں لکھتے ہیں کہ اگر کسی سے غلطی سے یا جان بوجھ کر دن کے اوقات میں اعتکاف ٹوٹ جائے تو وہ صرف اُسی دن کی قضا کرے گا بایں طور کہ وہ صبح صادق سے پہلے مسجد آجائے‘ روزہ رکھے اور پھر سورج غروب ہونے کے بعد مسجد سے چلا جائے۔ اور اگر اُس کا اعتکاف رات کے اوقات میں ٹوٹا ہے تو وہ پورے چوبیس گھنٹے یعنی ایک دن اور رات اعتکاف کی قضا کرے گا بایں طور کہ سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں آجائے اور اگلے دن سورج غروب ہونے کے بعد چلا جائے۔

اعتکاف کی قضا کے حوالے سے یہ بھی ملحوظ رہے کہ ایک سال نبی اکرم ﷺ اعتکاف نہ کر سکے تو آپؐ نے اگلے سال بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے:

’’نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ (کسی وجہ سے) اعتکاف نہ کر سکے تو آئندہ سال بیس دن کا اعتکاف کیا۔‘‘ (ترمذی)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اعتکاف کی قضا کے بارے میں موجود فقہی اختلاف کو بھی بیان کیا ہے‘ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک اعتکاف کی قضا واجب ہے‘ اس لیے کہ اس نے ایک دن اعتکاف کر کے توڑ دیا اور اصول یہ ہے کہ نفل کو اگر شروع کر کے توڑ دیا جائے تو اس کی قضا واجب ہوتی ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر یہ اعتکاف نذر یا خود اپنے اوپر واجب کیا ہوا نہیں تھا تو اس کی قضا واجب نہیں‘ البتہ اگر اس کی چاہت ہو تو قضا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

خواتین کا اعتکاف

اعتکاف اپنے اندر بہت سے فضائل لیے ہوئے ہے‘ اس لیے خواتین کو بھی چاہیے کہ اعتکاف کریں اور بہت سے اجر و ثواب کی مستحق قرار پائیں۔ ماقبل بیان کردہ حضرت عائشہ ؓ کی روایت میں یہ بیان ہوا کہ ازواجِ مطہرات ؓ بھی اعتکاف کیا کرتی تھیں:

’’نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اٹھا لیا۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویاں بھی اعتکاف کرتی تھیں۔‘‘

خواتین کے اعتکاف کے حوالے سے یہ نوٹ کر لیں کہ ان کا اعتکاف گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور ان کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔ صاحب ’’مظاہر حق‘‘ نے مندرجہ بالا روایت بیان کرنے کے بعد اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

’’حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپؐ کی ازواج مطہراتؓ اپنے گھروں میں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورتوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ مسجد البیت یعنی گھر کی مسجد میں اعتکاف کریں۔ اگر مسجد البیت نہ ہو تو مکان کے کسی حصہ کو مسجد قرار دے کر اس میں اعتکاف کریں اور بلا ضرورت اس حصہ سے باہر نہ نکلیں۔ مکان کا وہ حصہ ہی ان کے حق میں مسجد کے حکم میں ہو جائے گا چنانچہ عورتوں کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔‘‘

روزہ اور مسجد اعتکاف کے لیے لازم ہیں!

مسنون اعتکاف کی لازمی شرط یہ ہے کہ معتکف روزہ کی حالت میں ہو اور اگر اعتکاف کے دوران کسی عذر یا بغیر کسی عذر کے اس کا روزہ چھوٹ جائے یا روزہ ٹوٹ جائے تو اس کا اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی خاتون کو دورانِ اعتکاف حیض شروع ہو جائے یا اس کا کوئی روزہ چھوٹ جائے یا ٹوٹ جائے تو اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

مرد حضرات کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص مسجد کے علاوہ اپنے گھر یا کسی اور جگہ اعتکاف کی نیت سے ٹھہرتا ہے تو یہ اعتکاف شمار نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ قرآن حکیم میں مساجد میں اعتکاف کرنے کا ذکر ہے۔ فرمایا: ﴿...وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ﴾ (البقرۃ:187) ’’...... جبکہ تم مساجد میں اعتکاف کی حالت میں ہو۔‘‘

اس حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا قول ملاحظہ ہو۔ وہ فرماتی ہیں:

”......اور اعتکاف بغیر روزہ کے صحیح نہیں ہے اور اعتکاف صرف جامع مسجد میں ہوگا۔“ (ابی داؤد)

مسجد جامع سے مراد وہ مسجد ہے جس میں لوگ باجماعت نماز پڑھتے ہوں۔ چنانچہ اعتکاف اسی مسجد میں صحیح ہوگا جس میں پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھی جاتی ہو' جبکہ وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہو اس میں اعتکاف کرنا اور بھی افضل ہے۔----- علماء اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ افضل اعتکاف وہ ہے جو مسجد حرام میں ہو' پھر وہ جو مسجد نبویؐ میں ہو' پھر وہ جو مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) میں ہو' پھر وہ جو جمعہ والی مسجد میں ہو' اور پھر وہ جو اس مسجد میں ہو جس میں پانچوں نمازوں کی جماعت ہوتی ہو۔

اس حوالے سے فقہی اختلاف بھی نوٹ کرلیں کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اعتکاف کے لیے ایسے مسجد شرط ہے جہاں پانچ وقت کی باجماعت نماز ہوتی ہو' جبکہ صاحبین اور امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک شرعی مسجد کافی ہے چاہے وہاں پانچ وقت کی جماعت نہ ہوتی ہو۔

ممنوعاتِ اعتکاف

ذیل میں مذکور حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے قول میں ممنوعات اعتکاف کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں:

”معتکف کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازہ میں شریک ہو اور نہ اپنی بیوی کو مس کرے اور نہ اس سے ہم بستری (ازدواجی تعلق قائم) کرے اور نہ نکلے مگر کسی ایسی ضرورت کے لیے کہ جس کے بغیر نکلے کوئی چارہ نہ ہو۔“ (سنن ابی داؤد)

(1) مریض کی عیادت کرنا: معتکف کے لیے مریض کی عیادت کرنا ممنوع ہے' البتہ معتکف اگر قضائے حاجت یا جمعہ کے لیے کسی اور مسجد میں جا رہا ہو اور راستے میں کسی مریض سے ملاقات ہو تو چلتے چلتے اس کی عیادت کرسکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہی معمول تھا کہ آپؐ چلتے چلتے مریض کا حال پوچھ لیا کرتے تھے۔

(2) نماز جنازہ میں شرکت کرنا: معتکف کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا بھی ممنوع ہے' اس لیے کہ نماز جنازہ مسجد کی حدود سے باہر ادا کیا جاتا ہے اور معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا ممنوع ہے۔ البتہ اگر بارش وغیرہ کی وجہ سے جنازہ مسجد کی حدود میں ادا کیا جائے تو معتکف اس جنازہ میں شرکت کرسکتا ہے۔

(3) بیوی سے ہم بستری کرنا: حالت اعتکاف میں بیوی سے ہم بستری (یعنی ازدواجی تعلق قائم) کرنا بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے اپنے گھر جائے اور وہاں اپنی بیوی سے ہم بستری کرلے۔ یہ ممنوع ہے اور ایسا کرنے سے اعتکاف باطل ہوجاتا ہے۔

(4) بیوی کو مس کرنا: معتکف کا بیوی کا بوسہ لینا یا اس سے گلے ملنا یا اسے چھونا بھی ممنوع ہے۔ اس لیے کہ یہ سارے کام بھی ہم بستری کی طرف لے جاتے ہیں۔

(5) بغیر شرعی عذر مسجد کی حدود سے باہر نکلنا: کسی شرعی اور طبعی عذر کے بغیر یعنی قضائے حاجت یا غسل جنابت کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا بھی ممنوع ہے۔ واجب غسل کے علاوہ عام غسل کے بارے میں بھی علماء کی رائے یہی ہے کہ معتکف عام غسل کے لیے نہ نکلے۔ اگر گرمی کی بنا پر اُسے نہانے کی حاجت ہو تو وہ مسجد کی ایسی جگہ پر بیٹھ کر اپنے جسم پر پانی ڈال لے جہاں سے استعمال شدہ پانی مسجد میں آنے کے بجائے باہر چلا جائے۔

(6) دنیوی باتوں میں مشغول ہونا: معتکف کا دنیوی باتوں میں مشغول ہونا بھی ممنوع ہے۔ اس لیے معتکف کو چاہیے کہ بری باتیں زبان سے نہ نکالے' نہ جھوٹ بولے اور نہ غیبت کرے۔ اسی طرح موبائل فون پر فضول گفتگو کرنا بھی ممنوع ہے۔ اوّل تو معتکفین حضرات موبائل اپنے ساتھ مسجد میں نہ رکھیں اور اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر صرف ضرورت کے بقدر استعمال کریں۔

(7) چپ رہنے کو عبادت سمجھنا: معتکف کا عبادت سمجھ کر بالکل چپ بیٹھنا بھی ممنوع ہے۔ اسلام سے پہلے کے مذاہب اور عرب کے دورِ جاہلیت میں چپ کے روزے کا تصور ملتا ہے' جبکہ اسلام میں چپ کا روزہ نہیں ہے۔ اس لیے معتکف کو چاہیے کہ دنیوی باتوں سے پرہیز کرے' لیکن دینی گفتگو میں حصہ لے اور تعلیم و تعلم بھی کرے۔ البتہ اگر کوئی خاموش طبع شخص (عبادت سمجھے بغیر) خاموش رہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(8) خرید و فروخت کرنا: معتکف کا حالت اعتکاف میں خرید و فروخت کرنا بھی ممنوع ہے' البتہ اگر سامان حاضر کیے بغیر خرید و فروخت کی بات ہوجائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

معتکف کو عبادت کے لیے کمر کس لینی چاہیے!

معتکف کو چاہیے کہ رمضان کے ان دس دنوں میں تلاوت قرآن حکیم' ترجمہ و تفہیم' ذکر و اذکار' نوافل کی کثرت' بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر مناجات اور دوسری عبادات میں مشغول رہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے ان دس دنوں میں عبادات میں بے انتہا مشغول ہوجاتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں (عبادات وغیرہ میں) اتنی زیادہ کوشش کرتے جو باقی عام دنوں میں نہیں کرتے تھے۔“ (مسلم)

معتکف حضرات کو چاہیے کہ وہ فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام کریں۔ مغرب کے بعد نماز اوابین کے چھ نوافل' نماز اشراق' نماز چاشت' صلوٰۃ التسبیح اور رات کو نماز تہجد کے آٹھ نوافل ضرور ادا کریں اس لیے کہ احادیث میں ان کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی نیو کراچی کے رفیق جناب نورالہدیٰ کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

☆ امیر حلقہ کراچی شمالی شجاع الدین شیخ کی تائی صاحبہ رحلت فرماگئیں۔

☆ تنظیم اسلامی سرجانی ٹاؤن کے رفیق عمران علی اور نوید علی کی تائی صاحبہ رحلت فرماگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دعائے صحت کی اپیل

حلقہ کراچی شمالی، گلزار ہجری کی سینئر رفیقہ زوجہ فریس مسعود کی والدہ شدید علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ رفقاء و احباب سے بھی اپیل ہے کہ ان کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کریں۔

اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ
لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

ضرورت رشتہ

کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، شرعی پردہ کی پابند، عمر 23 سال، تعلیم بی اے، ایک سالہ قرآن فہمی کورس، کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

رابطہ: 0345-5109678

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانِ گرامی: ڈاکٹر عارف رشید
(ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور)

میزبان: وسیم احمد
مرتب: فرقان دانش

سوال: روزہ کی عبادت کا مقصد کیا ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: اس بات کی حقیقت تک پہنچنے سے پہلے مناسب ہے کہ رمضان کے حوالے سے یہ بات آپ کے گوش گزار کردوں کہ یہ کوئی نئی عبادت نہیں تھی جو امت مسلمہ پر فرض کی گئی بلکہ قرآن حکیم نے بتا دیا کہ ہم سے پہلے جو اُمتیں تھیں ان پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا۔ نماز بھی ان پر فرض تھی لیکن نماز کی وہ شکل نہیں تھی جو آج ہم ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح روزہ کے معاملے میں بھی ردوبدل ہوتا رہا۔ ہمیں معلوم ہے کہ اہل کتاب کا آج بھی روزہ ہوتا ہے۔ اس کا آغاز رات آنکھ لگنے سے ہی ہو جاتا ہے، پوری رات اسی روزے کی حالت میں گزرتی ہے اور اس کے بعد اگلا پورا دن اسی روزے کی حالت میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اُمت مسلمہ پر خاص فضل ہوا کہ ہمارے لیے ان احکامات میں بہت سی سہولت پیدا کر دی گئی۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سحری لازماً کیا کرو اس لیے کہ سحری کرنے میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت رکھی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اہل کتاب کے روزہ اور مسلمانوں کے روزے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ان کے ہاں سحری کا کوئی تصور نہیں تھا اور ہمارے دین میں خاص طور پر سحری کا ذکر ہے۔ یہ وہ تمام معاملات ہیں جو خالق اور مخلوق کے درمیان رابطے کا ایک ذریعہ بنتے ہیں۔ نماز کی جو بھی شکل قائم رہی اس سے اصل مطلب اپنے خالق و مالک کی یاد تھی۔ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ یہی معاملہ روزے کے سلسلے میں تمام اُمتوں کے ساتھ رہا۔ یعنی روزے کی عبادت ہر امت میں رہی۔ لیکن بنی اسرائیل کے روزے میں نہ سحری تھی اور نہ دنیاوی گفتگو کی جاتی تھی۔ حضرت مریمؑ نے، حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت قوم کو اشارے سے یہی بتایا تھا کہ میں روزے سے ہوں۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس اس حالت میں آئی تھیں کہ ان کی گود میں بچہ تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک خرق عادت واقعہ تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ قوم کے لوگوں نے حضرت مریمؑ کو سنگسار کرنے کے لیے ہاتھوں میں پتھر اُٹھا رکھے تھے لیکن جب انھوں نے اشارے سے بتایا کہ میں روزے سے ہوں تو حضرت عیسیٰؑ نے جو پنگھوڑے میں تھے اس موقع پر گفتگو کی، ان کا پورا خطاب سورۃ مریم میں نقل ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ روزے کی عبادت ہمیشہ سے رہی ہے۔ سورۃ البقرہ کے 23 ویں رکوع کی پہلی آیت میں ذکر ہے کہ روزہ کا اصل حاصل تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے اصل معانی گناہوں سے، معصیت سے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے بچنا ہے۔ یہ شے اگر انسان میں پیدا ہوتی ہے تو روزے کی اصل حکمت پوری ہوتی ہے۔ حدیث میں اس بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور گناہوں پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ (صبح سے شام تک) بھوکا پیاسا رہے۔ مختصر یہ کہ روزہ وہ عبادت ہے جو ہر امت پر فرض کیا گیا اور اسی کے تسلسل میں یہ امت مسلمہ پر فرض کیا گیا ہے۔

سوال: قرآن مجید میں نماز، زکوٰۃ اور حج کے بارے میں بے شمار احکامات آئے ہیں لیکن روزے کے بارے میں صرف 6 آیات ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: صرف نماز، روزہ اور حج کو ہم عبادات کہتے ہیں جبکہ عبادت اصل میں پوری زندگی میں اللہ کی اطاعت اختیار کرنے کا نام ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ چاروں چیزیں یقیناً عبادات ہیں لیکن مراسم عبودیت ہیں۔ ان تمام چیزوں سے مراد یہی ہے کہ پوری زندگی اللہ کی بندگی میں گزارنی ہے۔ ان عبادتوں کی دو قسمیں ہیں: (1) مالی عباداتیں، (2) بدنی عبادات۔ بدنی عبادتوں کی مرکزی شے نماز ہے۔ اگرچہ بدنی عبادات کے اندر حج بھی آ جاتا ہے۔ لیکن نماز اور روزہ یہ دو چیزیں بدنی عبادتیں کہلاتی ہیں اور مالی عبادات کے اندر زکوٰۃ اور حج ہیں۔ حج صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ایک ساتھ ملے گا یعنی ایک بدنی عبادت اور دوسری مالی عبادت۔ باقی جو دو عبادتیں رہ گئیں حج اور روزہ، ان کے بارے میں قرآن حکیم میں اگرچہ کم آیات ہیں لیکن یہ نہیں ہے کہ ان کی اہمیت کم ہے، بلکہ ان کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ﴾ ''روزے کی عبادت خاص میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ بھی میں اپنے پاس سے ادا کروں گا۔'' روزے کے حوالے سے یہ بہت بڑی خوشخبری ہے۔ انسان کے اندر جو روح ہے روزے کا اس سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ہمارا خاکی وجود اپنی زندگی کے لیے چاہتا ہے کہ اسے ہوا، پانی خوراک ملنی چاہیے جبکہ روحانی وجود اللہ کا قرب چاہتا ہے۔ لیکن ہم روحانی وجود سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں، روزے کی عبادت روحانی وجود کو تقویت پہنچانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس لیے کہ روزہ انسان کی حیوانی جبلتوں پر قدغنیں لگاتا ہے۔ آج کل تو ہمیں بڑی سہولتیں حاصل ہیں۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ 30 برس پہلے جب روزے آئے تھے اس وقت اس قسم کی کوئی سہولتیں نہیں ہوتی تھیں۔ انسان دوپہر کے وقت بالکل نڈھال ہو جاتا تھا اور افطاری کے بعد اسے کچھ ہوش آتا تھا۔ بہرحال روزے کی اصل روح تقویٰ کا حصول ہے۔ رمضان کے روزوں سے متعلق سورۃ البقرۃ کی جو 6 آیات ہیں ان میں بڑے جامع انداز میں روزے کی حکمت اور غرض و غایت کو بیان کیا گیا ہے۔ یعنی روزے کے مہینے کی اہمیت اور انسان کا اپنے رب سے قرب کیسے ہوگا، پھر دعا کے بارے میں تفصیل ہے۔ یہ تمام چیزیں ان آیات میں بیان ہوئی ہیں۔

سوال: رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ہماری تاجر

برادری چاہے وہ ہول سیلر ہو یا ریٹیلر رمضان میں اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ کر دیتے ہیں۔ تاجر برادری کے اس رویے کے حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر عارف رشید: یہ چیزیں ایمان حقیقی کی کمی کا مظہر ہیں۔ اس وقت اُمت مسلمہ جس زبوں حالی میں مبتلا ہے اس کی اصل وجہ ایمان کی کمی ہے۔ قرآن حکیم میں کہا گیا ہے کہ ﴿اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ o﴾ حضرت عمرؓ کے دور میں دنیا کا دو تہائی حصہ اسلام کے زیر نگیں آ چکا تھا۔ ایک موقع پر اُنھوں نے کہا تھا کہ ہم وہ قوم ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے بام عروج تک پہنچایا۔ اسلام اور ایمان میں جوں جوں کمی واقع ہوتی گئی مسلمانوں کے اخلاق کا بھی جنازہ نکلتا رہا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاں رمضان آتا ہے تو تاجر برادری قیمتیں بڑھا دیتی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس معاملے میں غیر مسلم ہم سے بہت بہتر ہیں کہ ان کا جب کوئی تہوار ہوتا ہے تو ان کی قیمتیں 50% نیچے آ جاتی ہیں۔ اکثر و بیشتر لوگ سال بھر کا سٹاک انہی دنوں میں کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں دراصل خدا خوفی موجود نہیں ہے۔ صرف اپنی ذات اور اپنے مفادات کو ترجیح حاصل ہے۔ اس کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کے اندر ایمانی شعور اُجاگر کرنے کی کوشش کی جائے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ دیو بندی جب جیل سے رہا ہو کر آئے تھے تو دیو بند میں اپنے پہلے خطبہ میں یہی کہا تھا کہ آج جو امت مسلمہ زوال کا شکار ہے تو اس کے دو سبب ہیں: (1) قرآن کو چھوڑنا اور (2) آپس کے اختلاف۔ اُنھوں نے کہا تھا کہ آج میں فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ گلی گلی اور محلے محلے عوامی درس قرآن کے حلقے قائم کروں گا۔ جب تک گراس روٹ لیول تک قرآن کے پیغام کو نہ پہنچایا جائے بات آگے نہیں بڑھ سکتی۔ لیکن اس سے آگے بڑھ کر بہر حال کچھ دوسری تدابیر بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً جیسے آج کل رمضان بازار لگ رہے ہیں اور قیمتوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب اچانک پہنچ جاتے ہیں تو یہ بھی کچھ ذرائع ہیں جن کے ذریعے کچھ نہ کچھ کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہاں جو اشیاء بہت کم قیمت پر مل رہی ہیں اس کی بھی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ کچھ لوگ جا کر سٹاک کر لیں اور جیسے ہی رمضان کے ایام ختم ہوں تو اس کو مارکیٹ میں لے آئیں اور مہنگے داموں بیچنا شروع کر دیں۔ جب تک لوگوں میں ایمان اور بندگی کا شعور پیدا نہیں کیا جائے گا اس معاملے میں اصلاح کا امکان نہیں ہے۔

سوال: رمضان کی مبارک راتوں میں قرآن کے ساتھ رات کے قیام یعنی تراویح کی کیا فضیلت ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: رمضان کا پروگرام دو گونہ پروگرام ہے یعنی دن کا روزہ اور رات کا قیام۔ متفق علیہ احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں چیزوں کو جمع کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں بخاری اور مسلم دونوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ ''روزہ اور قرآن بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اس نے میری خاطر دن کو روزہ رکھا یعنی کھانے پینے سے رُکا رہا تو اے اللہ اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اسی طرح قرآن کہے گا کہ اس نے رات میرے پڑھنے اور سمجھنے میں بسر کی لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت فرما۔ ان دونوں کی شفاعت اللہ تعالیٰ قبول فرما لیں گے۔'' گویا کہ رات کا قیام اور دن کا روزہ یہ دونوں چیزیں مل کر ایک پیکج کو مکمل کرتی ہیں۔ اس میں اصل شے کیا ہے؟ دن بھر کے روزے کی وجہ سے آپ نے اپنے حیوانی تقاضوں کو کنٹرول میں رکھا۔ کچھ کمزوری ان تقاضوں کے اندر پیدا ہو گی۔ اس کے نتیجے میں روحانی وجود جو ان حیوانی جبلتوں کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکا تھا اب اسے موقع ملا کہ وہ قرآن سے قوت حاصل کر کے اپنے رب کا قرب حاصل کرے۔ اس موقع پر قرآن حکیم کے ساتھ ایک تعلق قائم کرنا بھی حصول تقویٰ کے پروگرام کا حصہ ہے۔ یوں یہ دو گونہ پروگرام ہے یعنی دن کو روزہ رکھنا اور رات کو اللہ کے حضور قرآن کے ساتھ کھڑے ہونا تاکہ روح کو غذا حاصل ہو۔

سوال: قیام اللیل کے حوالے سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جو ایک تجربہ کیا تھا کہ پوری رات دورۂ ترجمہ قرآن کرنا یعنی پہلے قرآن کا ترجمہ اور مختصر تشریح اور پھر تراویح میں اس کو سننا۔ اس کو لوگوں میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی اور آج پورے پاکستان میں مختلف مساجد میں لوگ دورۂ ترجمہ قرآن میں مصروف ہیں۔ کیا یہ اس تقاضے کو پورا کرتا ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: یقیناً پورا کرتا ہے، اس لیے کہ جو حضرات بھی اس پروگرام سے مستفید ہوئے ان سے جب بعد میں آراء حاصل کی گئیں تو واقعتاً اُنھوں نے محسوس کیا کہ ہمیں تو آج پتا چلا کہ قرآن ہمیں مخاطب کر رہا ہے۔ ورنہ ہم نے ہمیشہ سے قرآن کو آلۂ ثواب سمجھا ہے یا ہمارے کوئی بزرگ فوت ہو گئے تو ان کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کروا دیا گیا، یعنی قرآن کو ایصال ثواب اور حصول ثواب کا ذریعہ سمجھا گیا۔ اس کے علاوہ اور کوئی شے ہمارے پیش نظر نہیں تھی۔ انھیں معلوم ہوا کہ یہ کتاب تو ہم سے مخاطب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے بھی اس پروگرام سے استفادہ کیا ہے، اُن میں سے بہتوں کی زندگیاں تبدیل ہوئی ہیں۔ ایسے لوگ جو سارا سال اپنی دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے قرآن پر تدبر کے لیے وقت نہیں نکال پاتے ان کے لیے بہت بہترین موقع ہے کہ وہ اس طرح قرآن حکیم کے ساتھ اپنا ایک تعلق قائم کر لیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے پوری زندگی بھی کم ہے۔ لیکن ایک مہینے میں ہی اگر محنت اور کوشش کی جائے تو اس کی بہت برکات حاصل ہو سکتی ہیں۔

سوال: پچھلے چند سالوں سے ٹی وی چینلز پر جو رمضان ٹرانسمیشن خاص طور پر سحری اور افطاری کے جو پروگرام چلتے ہیں ان میں جو بے ہودگی دکھائی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر عارف رشید: میں سمجھتا ہوں کہ جس شخص کے دل میں رتی کے برابر بھی ایمان اور غیرت موجود ہے واقعتاً وہ اس قسم کے پروگرام دیکھ کر مایوس ہی ہوتا ہے۔ ایک طرف رمضان کی برکتیں اور سعادتیں ہیں اور دوسری طرف وہ مجمع جس میں مرد و زن اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہنسی مذاق اور ٹھٹھہ چل رہا ہے۔ ایک طرف ملک کے حالات ایسے کہ بے روزگاری کے باعث خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف یہ کہ لوگوں کو انہی چیزوں کے اندر مست رکھو۔ کہنے کو تو وہ پروگرام رمضان کے لیے ہوتے ہیں لیکن جس قسم کی خرافات اور بے حیائی وہاں ہوتی ہے وہ رمضان کے تقدس کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اس میں بدقسمتی سے اب کچھ ایسے لوگ بھی شریک ہو رہے ہیں جو اس سے پہلے غیر متنازعہ تھے، جن کی دین کے اعتبار سے ایک حیثیت تھی لیکن ان کو بھی اس طرف راغب کر دیا گیا ہے کہ پوری پوری رات وہ اسی کام میں مصروف ہیں۔ درمیان میں کچھ نعت گوئی اور دینی بات بھی ہوتی ہے۔ لیکن اس کا بڑا حصہ سوائے خرافات کے اور کچھ نہیں۔ چینل مالکان کو اس کا تدارک

کرنا چاہیے۔

سوال : کیا مستند علماء دین اس حوالے سے کوئی رول ادا کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر عارف رشید : اس کے لیے سب سے پہلی بات کرنے کی یہ ہے کہ ان سے کوئی شخص خود ایسے پروگراموں میں شریک نہ ہو۔ اس لیے کہ جو بھی خرافات کسی شخص کی موجودگی میں ہو رہی ہے تو گویا وہ بھی اس میں شامل ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث جو بہت سے حضرات نے یقیناً پہلے بھی سنی ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں کوئی شخص اگر برائی کو ہوتا دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے منع کرے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔‘‘ اس حدیث کا مظہر یہ ہو گا کہ ہمارے علمائے کرام کو ان پروگراموں میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

سوال : رمضان کے آخری عشرے کی راتوں میں شب قدر بھی آتی ہے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے کہ وہ ہزار راتوں سے افضل ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ 27 ویں رمضان مبارک ہی شب قدر ہے۔ اس حوالے سے راہنمائی فرمایئے؟

ڈاکٹر عارف رشید : شب قدر بڑی عظمت والی شب ہے۔ اس رات کی اہمیت قرآن مجید کے نزول کی وجہ سے ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کی راویہ ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ ’’حضور ﷺ نے فرمایا کہ شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو‘‘ اوّل تو پورا مہینہ اس شان کے ساتھ گزارنا چاہیے کہ رات کا ایک بڑا حصہ قرآن کے ساتھ بسر ہو، پھر خاص طور پر شب قدر پر فوکس کیا جائے۔ کم سے کم یہ پانچ طاق راتیں بہت اہم ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک شب قدر بنتی ہے۔ لہٰذا ان میں زیادہ سے زیادہ عبادت کی جائے۔ کچھ لوگ صرف 27 ویں شب کو شب قدر سمجھتے ہیں حالانکہ کسی حدیث میں 27 ویں شب کو خاص طور پر فوکس نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ پوری پانچ راتیں ہیں۔ جن میں شب قدر آتی ہے بہت سی احادیث میں یہ بھی موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پورا سال ہر رات کے آخری پہر سمائے دنیا تک نزول فرماتا ہے۔ (وہاں صرف شب قدر کا ذکر نہیں ہے) اور اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے استغفار کرنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کر دوں۔ ہمیں چاہیے کہ پورے مہینے کو اسی شان کے ساتھ بسر کریں۔ شب قدر کے حوالے سے حضرت عائشہؓ سے ہی ایک اور حدیث مروی ہے کہ آپؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میں شب قدر میں اللہ سے کیا طلب کروں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں یوں دعا مانگو: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ’’اے پروردگار تو معاف فرمانے والا ہے۔ معاف فرمانا تجھے پسند ہے۔ تو میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔‘‘ لہٰذا آخری عشرے کی راتوں میں اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔)

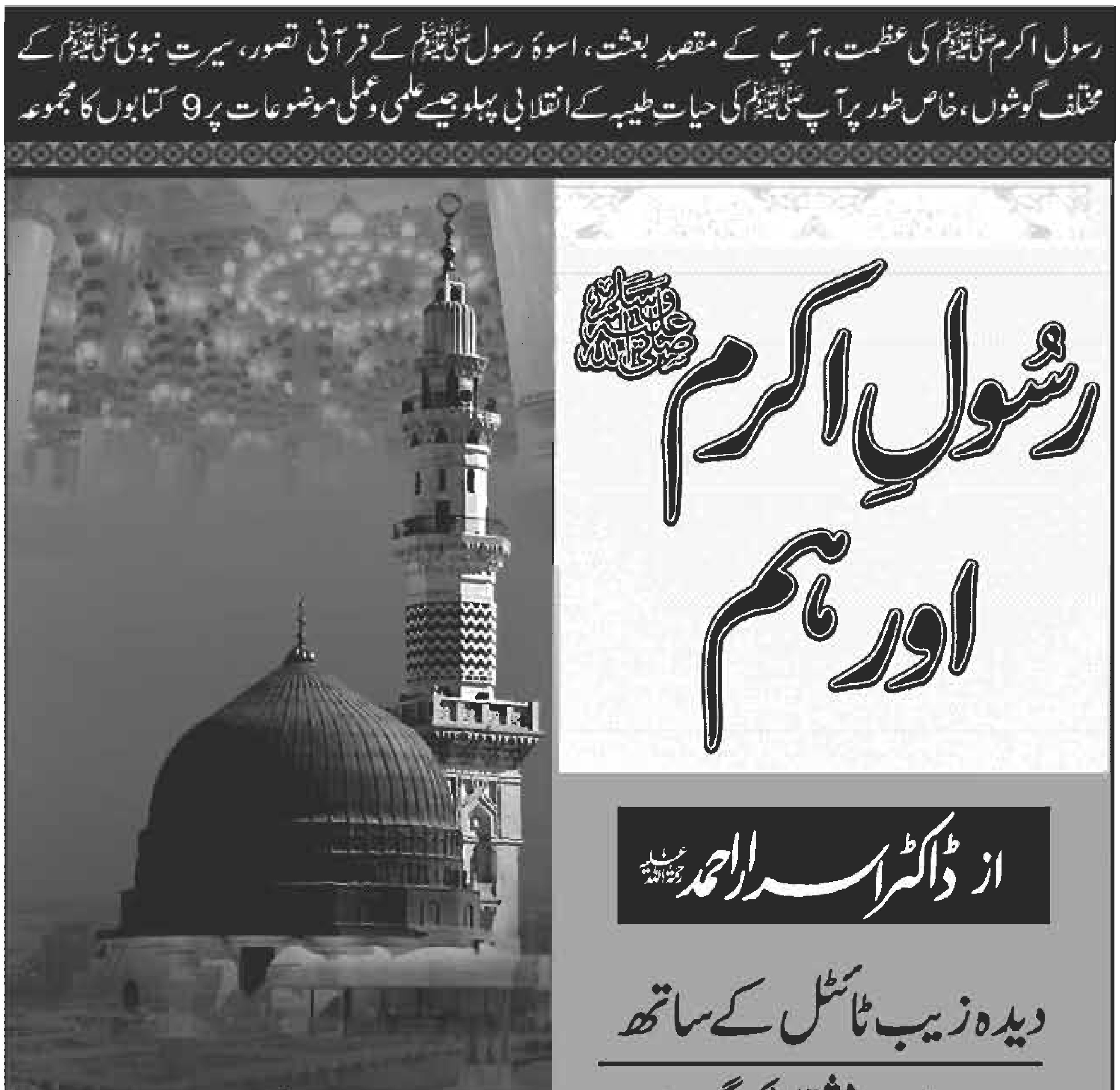

پارٹ ٹائم سیکولرازم...... پارٹ ٹائم اسلام

اوریا مقبول جان

کس قدر سادہ لوح ہیں وہ لوگ جو یہ گمان کیے بیٹھے ہیں کہ اس مملکتِ خدا داد پاکستان کے حکمران، دانشور، اہلِ سیاست، مذہبی رہنما اور میڈیا عالمی طاقتوں کے اس کھیل سے آزاد ہیں جو مسلم امہ کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ حکمرانوں کی مجبوریاں ان کے اقتدار کی طوالت سے وابستہ ہیں۔ دانشوروں کا علم ان کی سوچ متعین کرتا ہے اور یہ علم مغربی تجزیہ نگاروں کی رپورٹوں، مقالوں اور کتابوں سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اہلِ سیاست نے یہ تصور کر لیا ہے کہ انھیں اقتدار کی مسند پر بٹھانے اور ان کے مخالفین کی حکومتیں الٹنے والی طاقتیں اگر ان سے خوش ہیں تو وہ کامیاب۔ مذہبی رہنماؤں کے قطب نما کی سوئیوں کا رخ اپنے اپنے مسالک کے ملکوں کی سیاست میں الجھا ہوا ہے۔ میڈیا تو چلتا ہی اس سرمائے سے ہے جو کارپوریٹ انڈسٹری مہیا کرتی ہے تاکہ پوری دنیا میں ایک جیسا طرزِ زندگی یا لائف اسٹائل متعارف ہو، جس کے نتیجے میں ان کا مال بک سکے۔ یہ سب کے سب اس عالمی ایجنڈے کے مہرے ہیں اور انھیں کب، کیسے اور کہاں استعمال کرنا ہے وہ طاقتیں خوب جانتی ہیں۔

اس کھیل میں سب سے دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مہروں کی واضح اکثریت کو اس کا علم تک نہیں ہوتا کہ وہ استعمال ہو رہے ہیں۔ وہ تو انتہائی اخلاص کے ساتھ ایک سمت رواں دواں رہتے ہیں۔ ہر کوئی اپنی جنگ جیتنا چاہتا ہے۔ کوئی ریاست بچانے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے تو کوئی اپنے مسلک کی برتری چاہتا ہے۔ کسی کو انقلاب کی جلدی ہے تو کوئی ترقی کے خوابوں کو تعبیر دینا چاہتا ہے۔ کوئی سیکولر، لبرل اور جمہوری اقدار کا تسلط چاہتا ہے تو کسی کو اسلام کے عادلانہ نظام کی بالادستی کے لیے ہتھیار اٹھانا اچھا لگتا ہے۔ یہ سب کے سب کیوں اس قدر مختلف ہیں؟ اور کیا یہ ایسے ہی ایک دوسرے سے دست و گریبان رہیں گے؟ شاید ابھی کچھ دیر اور لیکن زیادہ دیر نہیں۔

ہم جس دور میں زندہ ہیں اس کے بارے میں سیدالانبیاء ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی ابتدا اجنبیت سے ہوئی تھی اور یہ ایک بار پھر اجنبی ہو جائے گا۔'' یہ اجنبیت کیا ہے۔ آج اسلام بالکل ویسے ہی اجنبی ہے جیسے مکہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی دعوت کے آغاز میں تھا۔ ثقافت، طرزِ معاشرت، معاشی نظام اور سیاسی زندگی کے مقابلے میں اسلام کی پیش کردہ دعوت اجنبی اور انوکھی لگتی تھی۔ آج بھی بالکل وہی کیفیت ہے جو چودہ سو سال پہلے تھی۔ اسلام موجودہ عالمی معاشی نظام، عالمی لائف اسٹائل، عالمی طرزِ سیاست اور عالمی طرزِ معاشرت میں بالکل انوکھا اور اجنبی ہو چکا ہے۔

پوری دنیا اس وقت لائف اسٹائل کی جنگ کا شکار ہے۔ ایک مدت ایک عالمی معاشی، سیاسی، معاشرتی اور خاندانی نظام کو نصابِ تعلیم، میڈیا اور زیرِ اثر حکومتوں کے ذریعے نافذ کرنے کی کوشش کی گئی۔ جہاں ذرا شک ہوا کہ یہ لوگ اس عالمی لائف اسٹائل کا حصہ نہیں بنیں گے، وہاں بدترین آمریتوں کے ذریعے اس سیکولر عالمی لائف اسٹائل کا نفاذ کیا گیا۔ تیونس سے لے کر پاکستان اور بنگلہ دیش سے ملائشیا تک ہر کسی کو کبھی ڈکٹیٹروں اور کبھی من پسند جمہوری حکمرانوں کے ذریعے ایسے عالمی لائف اسٹائل کا تابع کیا گیا، جس میں سودی بینکاری سے لے کر حقوقِ نسواں اور آزادیِ اظہار کے نام پر فحاشی و عریانی تک سب زندگی کے معمولات کا حصہ ہیں۔

اس لائف اسٹائل اور طرزِ زندگی کے مخالف جو بھی آواز اٹھی اسے سب سے پہلے میڈیا میں ایک مہم کے ذریعے بدنام کیا گیا اور اگر ممکن ہوا تو ایسے ملک جہاں اسلام کا یہ اجنبی اور انوکھا لائف اسٹائل جڑیں پکڑ رہا تھا وہاں فوجیں تک اتار دی گئیں۔ افغانستان اس کی بدترین مثال ہے اور مصر میں مرسی حکومت کی برطرفی اس کا دوسرا طریقہ اظہار۔ ایک بات کا فیصلہ کر لیا گیا کہ اس دنیا کے نقشے پر کوئی ایسی حکومت قائم نہیں ہونے دیں گے، جو اس عالمی سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی لائف اسٹائل سے مختلف ہو۔ لیکن ہر کسی کو پارٹ ٹائم اسلام کی اجازت ہے، اذان کے وقت دوپٹہ سر پر لینا اور مہندی کے ڈانس کے وقت اتار دینا۔ سود کے پیسوں سے مسجدیں اور مدرسے بھی بنانا اور اس کے خلاف تحقیقی کام بھی کرنا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب پر ایمان رکھنا لیکن جہاد سے نفرت کرنا۔

ایک ایسا اسلام جو موجود عالمی لائف اسٹائل میں اجنبی نہ لگے، ریاستیں تو اس پارٹ ٹائم اسلام کی قائل ہو گئیں کہ ان کے حکمرانوں کے مفادات تھے مگر افراد نے دنیا بھر میں اس سے بغاوت کر دی۔ یہ لوگ امریکا کے ساحلوں سے آسٹریلیا کے پہاڑوں تک ہر جگہ موجود تھے۔ گیارہ ستمبر نے اس لائف اسٹائل کی جنگ کو واضح کیا تو آج 12 سال کے بعد خوف کے سائے اسلامی دنیا سے مغربی دنیا تک جا پہنچے۔ برطانیہ کا شہر برمنگھم جہاں ہر پانچواں شخص مسلمان ہے، وہاں پچھلے دنوں پارک ویو اسکول میں حکومت کے تین انسپکٹر داخل ہوئے، یہ دیکھنے کے لیے کہ کتنی لڑکیاں حجاب پہنتی ہیں اور کتنے مردوں نے داڑھیاں رکھی ہیں۔ یہ مسلمانوں کے علاقے کا اسکول ہے جو اپنے دس طلبہ میں سے آٹھ طلبہ کو یونیورسٹیوں میں بھیجتا ہے۔ یہ کامیابی بہت کم اسکولوں کو میسر ہے۔ لیکن یہ سب کے سب اس لائف اسٹائل سے مختلف ہوتے ہیں جو عالمی طرزِ زندگی ہے، اسی لیے انسپکٹروں نے چھوٹی چھوٹی بچیوں سے پوچھا کہ تم کو حجاب پہننے پر کوئی زبردستی تو نہیں کرتا، اتنے زیادہ کپڑوں میں تمھیں گرمی تو نہیں لگتی، تمھیں ماہواری کے بارے میں کسی نے کبھی بتایا ہے۔

اس کے بعد برطانیہ کے اخباروں میں خبریں لگیں کہ مسلمانوں نے اپنے علاقے کے اسکولوں پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں ایسا طرزِ زندگی اور طریقہ تعلیم رائج ہے جس سے بچے برطانیہ کی زندگی کے لیے اجنبی اور انوکھے ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک رپورٹ مرتب کی گئی کہ اگر ایسا ہوا تو شدت پسندی کا خطرہ بڑھ جائے گا۔ اس کے بعد پارٹ ٹائم اسلام کو کچھ خوبصورت الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا۔ پارلیمنٹ اور میڈیا میں یہ الفاظ گونجے Reconcile Islam and Britishism (اسلام اور برطانویت میں مفاہمت) لیکن پورا ماحول غصے اور خوف میں ہے۔ چند دن پہلے لندن کے علاقے کول چسٹر کے ایک پارک میں ایک مسلمان عورت کو اس لیے قتل کیا گیا کہ اس نے مکمل حجاب پہنا تھا۔ پارٹ ٹائم اسلام میں ایسا لباس صرف نماز پڑھتے ہوئے پہننا چاہیے۔ اس پارٹ ٹائم اسلام یعنی مغرب اور اسلام کی مفاہمت کی بہترین علامت چند دن پہلے ایمسٹرڈیم میں نظر آئی۔ ایمسٹرڈیم کو یورپ کا جنسی ہیڈ کوارٹر Sex Capital کہا جاتا ہے۔ وہاں

کے ریڈ لائٹ ڈسٹرکٹ میں دنیا بھر سے عورتیں لا کر بٹھائی گئی ہیں۔ گزشتہ دنوں وہاں ایک اشتہار بانٹا جا رہا تھا کہ ہمارے پاس حلال طوائفیں میسر ہیں۔ یعنی جو شراب نہیں پیتیں، سور نہیں کھاتیں، اور دیگر معاملات میں بھی پارٹ ٹائم اسلام کی قائل ہیں۔

ایک ایسا اسلام جو عالمی سیاسی، معاشی، معاشرتی اور خاندانی نظام کے اندر ضم ہو جائے۔ اسی طرح کے اسلام کو نافذ کرنے کے لیے ملکوں میں فوجیں اتاری جاتی ہیں، آئین تحریر کیے جاتے ہیں، اپنی مرضی سے الیکشن کروا کر کرزئی اور مالکی کو جمہوری طور پر منتخب کروایا جاتا ہے، مشرف سے لے کر سیسی تک لوگوں کو اقتدار پر بٹھایا جاتا ہے۔

لیکن خوف کی خلیج واضح ہوتی جا رہی ہے۔ پارٹ ٹائم اسلام اور اس اسلام جس کے بارے میرے آقا ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ ایک بار پھر اجنبی ہو جائے گا، ان دونوں میں جنگ تیز ہو گئی ہے۔ امریکا سے لے کر آسٹریلیا اور یورپ کے 23 ممالک سے وہ لوگ جو اس عالمی لائف اسٹائل کے مخالف تھے، ہتھیار بند ہو کر شام اور عراق میں لڑ رہے ہیں، افغانستان اور یمن میں موجود ہیں۔ تمام مسلم ریاستوں کا یہ عالم ہے کہ وہاں کی حکومتیں اس عالمی لائف اسٹائل کے تحفظ کے لیے متحد ہیں۔ دوسری جانب اسلام کے اصل روپ کے پروانے بڑھتے جا رہے ہیں۔ صرف پاکستان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں حجاب اور داڑھی میں جس تیز رفتاری سے اضافہ ہوا ہے اس نے کاروباری کمپنیوں کو حجاب کا شیمپو تک مارکیٹ میں لانے پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن دوسری جانب خوف بہت زیادہ ہے۔ پورا عالمی لائف اسٹائل بینکوں کے جعلی سرمائے اور سود سے چلتا ہے۔ یہیں سے میڈیا ہاؤسز پروان چڑھتے ہیں اور پارٹی فنڈ سے جمہوریت کی گاڑی۔ یہ تو سب دھڑام سے گر جائے گا اگر اس لائف اسٹائل کے مخالف طاقت میں آ گئے۔

ایک جنگ ہے۔ اس میں ایک جانب ریاستیں ہیں جو اس عالمی طرزِ زندگی کے تحفظ کی جنگ لڑ رہی ہیں اپنی پوری طاقت کے ساتھ، اور دوسری جانب وہ لوگ جنہیں پارٹ ٹائم اسلام قبول نہیں بلکہ اس لائف اسٹائل کے تحفظ کے لیے کوشاں ہیں جو آج اجنبی ہو چکا ہے۔ ریاستوں کی کوئی سرحد باقی ہے اور نہ ان لوگوں کی۔ سیّدالانبیاء نے فرمایا تھا: دجال کی آمد سے پہلے دنیا دو خیموں میں تقسیم ہو جائے گی، ایک طرف مکمل کفر ہو گا اور دوسری طرف مکمل ایمان۔ اب نہ پارٹ ٹائم سیکولرزم رہے گا اور نہ پارٹ ٹائم اسلام ہی۔

قرآن مجید کا آرٹیکل 6

پروفیسر محمد خالد پراچہ
kparachajt@gmail.com

وطنِ عزیز میں ان دنوں آئین پاکستان کے آرٹیکل 6 کے تحت قائم ہونے والے مقدمے کا بڑا تذکرہ ہے۔ یہ مقدمہ فوجی آمر پرویز مشرف کے خلاف قائم کیا گیا ہے۔ بنائے مقدمہ یہ ہے کہ مدعا علیہ پرویز مشرف نے 3 نومبر 2007 کو جو اقدامات کیے وہ آئین سے انحراف / حلف سے بے وفائی اور دستوری حدود سے تجاوز کے زمرے میں آتے ہیں۔ لہٰذا ان پر آئین سے انحراف / بے وفائی یا دستوری حدود سے ماوراء اقدامات (غداری) کا مقدمہ چلنا چاہیے۔ واضح رہے لغت میں غدار کے معنی فساد برپا کرنے والا (مفسد) تسلیم نہ کرنے والا (باغی)، انحراف کرنے والا اور حدود کو نہ پہچاننے والا (ظالم) کے ہیں۔ دستور کی زبان میں ان امور کے ارتکاب کو High Treason کہا گیا ہے۔ دستور میں اسی بات پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ آئین سے انحراف میں مدد کرنے والے، اس کا مشورہ دینے والے، اور اُس کی راہ دکھانے والے کو بھی باغی اور مفسد کے برابر کھڑا کیا گیا ہے۔ اس مقدمے کی کارروائی مکمل کرنے کے لیے خصوصی عدالت قائم کی گئی ہے۔ استغاثہ پیش کرنے کے لیے ایک سینئر وکیل کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، تاکہ مقدمہ میں کمزوری موجود نہ رہے۔ ملزم نے اپنے دفاع کے لیے نامور وکلاء کی ٹیم مقرر کی ہے جو دلائل سے یہ ثابت کرے گی کہ ان کا مؤکل مفسد، باغی، منکر وغیرہ نہ ہے۔ بلکہ اُس کو اقدامات کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اُس سے قوم ملک اور ریاست کے لیے کیا کیا خیر اور بھلائی متوقع تھی۔ یہ سارا تردد اُس دستور کے لیے ہے جسے انسانوں کی منتخب مقننہ نے خاص طریقہ سے پاس کیا۔ انہوں نے اس کے آرٹیکل 5 میں اُس کا ماننا لازم قرار دیا۔ آرٹیکل 155 میں آئین اور اُس کے وضع کردہ نظام سے وفاداری یقینی بنانے کے لیے حلف کو لازم قرار دیا۔ پھر آرٹیکل 6 کے تحت اُس کی متعین حدود سے انحراف کو جرم بنانے کے ساتھ ساتھ اس عمل میں مدد کرنے والے کو بھی شریک جرم قرار دیا۔ کسی قوم کا معاہدہ عمرانی ہونے کی وجہ سے دستور کا یہ احترام یقیناً درست طرزِ عمل ہے۔

مسلمان کے لیے ایک دستور العمل اس کے ماسوا ہے۔ اس دستور انسانیت کو خالق کائنات نے محمد ﷺ کے ذریعے عطا فرمایا۔ اسے قول فیصل کہا، اس کی اطاعت کو لازم کہا۔ اس کے معیار اور مقیاس (grundnorm) ہونے کی بابت نبی ﷺ نے یہ فرمایا "قرآن یا تو تمہارے حق میں دلیل ہے یا تمہارے خلاف دلیل ہے (مسلم)" اس معیار پر تمام اعمال وافعال کو کھولا پرکھا اور تولا جائے گا۔ اس بابت امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے اعمال قرآن کے مطابق ہوئے تو قرآن تمہارے حق میں دلیل ہے اور اگر قرآن کے معیار پر پورے اُترنے والے نہ ہوں تو قرآن تمہارے خلاف دلیل ہے۔ اس طرح کامیاب و ناکام کا فیصلہ قرآن کے معیار پر ہوگا۔

دستور میں اللہ تعالیٰ نے اقتدار اعلیٰ اور اطاعت کو اپنے لیے خاص کرنے کے بعد اپنے عطا کردہ دستور العمل کی اہمیت و وسعت یوں بیان فرمائی۔ (ترجمہ) "اے محمد ﷺ بے شک ہم نے آپ ﷺ پر یہ دستور العمل (کتاب) حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے تاکہ خدا کی منشا کے مطابق لوگوں کے امور فیصل کریں۔" (سورۃ النساء: 105)۔ گویا دستور عطا کرنے کی وجہ ہی اس کا عملی نفاذ اور انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسے جاری کرنا تھا۔ سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بنیادی دستاویز سے ہٹ کر اُٹھائی گئی اعمال وافعال کی عمارت کی نوعیت و حیثیت کو یوں بیان فرمایا ہے: (ترجمہ) "جو لوگ اللہ کی نازل کردہ ہدایات کے مطابق اپنے معاملات طے نہیں کرتے وہ کافر ہیں (آیت: 44) "جو لوگ اللہ کی نازل کردہ ہدایات کے مطابق اپنے معاملات طے نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔" (آیت: 45) "جو لوگ اللہ کی نازل کردہ ہدایات کے مطابق اپنے معاملات طے نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔" (آیت: 47)

کافر کا لفظ قرآن میں متعدد مرتبہ سیاق وسباق بدل بدل کر استعمال کیا گیا ہے لیکن اُس کے مزاج کا زیرِ نظر سطور سے تعلق اور ترجیحات کا تعین اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکافرون میں فرما دیا ہے۔ "آپ (ﷺ) کہہ

دیکھئے کہ اے کافرو میں اطاعت (بندگی) نہیں کرتا اُس کی جس کی تم اطاعت کرتے ہو اور نہ تم بندگی (اطاعت) کرنے والے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں اور نہ میں اطاعت کرنے والا ہوں جس کی تم کرتے ہو اور نہ تم اُس کی اطاعت کرنے والے ہو جس کی میں کر رہا ہوں۔ تمھارے لیے تمھارا دین (دستور العمل) اور میرے لیے میرا دین۔'' اس طرح اللہ تعالیٰ نے دو نظامات کی موجودگی قبول کرتے ہوئے ایک کے لائق اقبال دستور العمل اور دوسرے کے لائق استرداد دستور حیات ہونے کی وضاحت کر دی ہے۔

فاسق کا لفظ قرآن مجید میں 38 مرتبہ آیا ہے۔ یہ عمل اور رویہ کی جن مختلف جہات پر روشنی ڈالتا ہے وہ اس طرح ہیں: گناہ اور فساد کی روش اختیار کرنے والا، قانون کی پاسداری نہ کرنے والا، حکم عدولی کرنے والا بغاوت (طغیان) کی طرف مائل وغیرہ۔

قرآن میں لفظ ظالم کی اصطلاح 100 سے زائد مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔ یہ اصطلاح حق تلفی، حدود کو نہ پہچاننا، بتائے گئے طریقے سے مختلف یا متصادم روش اختیار کرنا وغیرہ کا احاطہ کرتی ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 35 میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو شجر کے قریب آنے سے روکا۔ وہ چلے گئے۔ اللہ نے اُن کے عمل کو ظلم کہا ہے۔ اسی طرح آیت 92 میں موسیٰ علیہ اسلام کے عمل کا ذکر ہے۔ قوم نے موسیٰؑ کے منع کرنے اور نشانیاں ہونے کے باوجود بچھڑے کی پوجا اختیار کر لی۔ اللہ نے اُن کے عمل کو بھی ظلم سے تعبیر کیا ہے اللہ نے اپنے لیے خاص پروٹوکول (توحید) کو کسی دوسرے سے منسوب کرنے (شرک) کو ظلمِ عظیم قرار دیا ہے۔

لفظ غدار کے معانی کے ساتھ قرآنی اصطلاحات کافر، ظالم اور فاسق کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عمل کی یہ ساری شکلیں اطاعت کی ضد اور مد مقابل کے سوا کچھ اور نہیں ہیں۔ پھر اللہ نے اعراض اور انحراف کی راہ اور متبادل راہ پر یوں تبصرہ فرمایا: ''ہم نے آپ (ﷺ) کو دین کی راہ (شریعت) پر قائم کر دیا۔ سو آپ (ﷺ) اسی پر چلے چلیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں۔'' (الجاثیہ:18)

اس طرح ایک شاندار اختصار اور بے نیازی کے ساتھ مقتدر حقیقی نے نہ صرف دستور کی اطاعت واضح فرما دی بلکہ اُس سے اعراض اور انحراف کو نادانوں کی خواہش قرار دے دیا۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ اللہ کی رائے کے مقابلے میں بڑے سے بڑے ایوان اور ذہین ترین افراد کی رائے بھی کوئی وزن اور حق اطاعت نہیں رکھتی۔

اس اہتمام کے بعد قانون دہندہ نے اپنے آرٹیکل 6 کا اعلان فرمایا ہے: ﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۝﴾ (الفرقان:30) ''اور رسول کہے گا اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑے رکھا (یا اس سے انحراف کی روش اختیار کی)''۔ ''مہجور'' کا لفظ ہجرت سے ماخوذ ہے، جو جڑے ہوئے رشتہ اور تعلق کو چھوڑنے اور نئے رشتے کو اختیار کرنے کا اشارہ دیتا ہے۔ جیسے ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ وغیرہ۔ اللہ نے اُمت کو قرآن سے جوڑا مگر اُس نے ہجر (انحراف) اختیار کیا۔ مفسرین نے قرآن سے ہجرت کے مفہوم کو مندرجہ ذیل حوالوں سے واضح کیا ہے۔

- ☆ بیان قرآنی کے دوران شور و غل کرنا۔ چونکہ آپ ﷺ دینی دعوت کے ابلاغ کے لئے قرآنی آیات کی تلاوت فرماتے تھے، آیات قرآنی کی اثر انگیزی سے بڑے بڑے نامور لوگ مسلمان ہوئے، لہٰذا کفار نے اس کے مقابلے میں شور کرنے وغیرہ کا طریقہ نکالا۔
- ☆ سننے سیکھنے یاد کرنے سے گریز کرنا
- ☆ سمجھنے، غور، ادراک سے گریز کرنا
- ☆ قرآن کی تعلیم اور فروغ کی کوششوں سے لاتعلقی
- ☆ قرآن کو خیر و برکت اور ایصالِ ثواب کے لیے پڑھنا اور اپنی زندگی میں اُس سے رہنمائی نہ لینا۔
- ☆ قرآن اور اس کے دیئے گئے دستور العمل کو حرز جان نہ بنانا علماء کے نزدیک ہجر قرآن اور اعراض کی سب سے کامل صورت ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا دیگر امور صرف اس عملی جہت کو اختیار کرنے میں مددگار ہیں۔ یہ کسی دستور العمل کا حقیقی مدعا نہیں ہو سکتے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عدالت، پراسیکیوٹر اور ملزم کے ساتھ ساتھ پیشی کی تاریخ بھی متعین فرما دی ہے۔ یہ پیشی یوم حشر ہوگی۔ جس دن کے بارے میں اللہ نے سورہ الطارق میں ارشاد فرمایا ہے: ''جس دن بھید ظاہر کر دیئے جائیں گے اور کوئی پناہ دینے والا اور مدد دینے والا نہ ہوگا۔'' اس عدالت کا سربراہ خالق کائنات ہوگا جو علیم و خبیر و بصیر ہے۔ وہ غفور و رحیم کے ساتھ ساتھ جبار و قہار بھی ہے۔ اس مقدمہ کے پراسیکیوٹر جناب رسالت مآب ﷺ ہوں گے۔ فرد جرم یہ ہے کہ میری امت نے کتاب سے (ہجرت) انحراف اختیار کیا۔ (الفرقان:30) انحراف کے سارے صیغے کافرون، ظالمون اور فاسقون ہیں۔ یہ الفاظ افراد اور اجتماع دونوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ جس سے یہ حقیقت کھلتی ہے کہ کوئی مسلمان غیر مسلم معاشرے میں رہتا ہو تو وہ بھی اللہ کے نظام کا اُتنا ہی پابند ہے جتنا مسلم معاشرہ مجموعی طور پر ہے۔ اس عدالت کے دائرہ اختیار کو چیلنج کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ واقعہ کی شہادت سنی سنائی یا پڑھائی اور بتائی ہوئی بات نہ ہوگی بلکہ ''ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور اُن کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کیا کرتے تھے۔'' (یٰسٓ:65)

اس وقت ہم ایک ایسی مملکت میں رہ رہے ہیں جس کی بنیاد مسلمانوں کے الگ قوم ہونے پر ہے۔ یہ قوم اس بات کی مکمل طور پر کفیل اور مجاز ہے کہ وہ اُس نظام کو قائم کرے جس پر قائم ہونے کا وہ عقیدہ رکھتی ہے۔ لا الٰہ اِلاَّ اللہ محض اقرار یا ذکر نہیں، ایک وعدہ اور معاہدہ ہے۔ اس وعدے اور معاہدے کا براہ راست اور بالواسطہ اظہار حضرت علامہ اقبال اور قائد اعظم نے اپنی تقاریر اور تحریروں میں کیا ہے، کہ ہم ایک ایسا خطۂ ارض چاہتے ہیں جہاں مسلمان اپنے نظامِ زندگی کو اپنے عقیدہ اور دستور العمل کے مطابق اختیار کرنے کی پوزیشن میں ہوں۔

آج ملک میں اس بات کا شور برپا ہے کہ انسان کے وضع کردہ دستور سے انحراف کیا گیا ہے، لہٰذا اس کے مرتکب کو سزا ملنی چاہیے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں اس بات کی فکر ہے کہ وہ مقدمہ جو قرآن میں مہجوریٔ قرآن کے حوالے سے درج ہو چکا ہے اور جس کی پیشی اور تاریخ کا تعین بھی ہو چکا ہے اُس میں میرا اور آپ کا دفاع کیا ہے۔ سمجھ لینا چاہیے کہ افراد اور معاشرہ سب اس مقدمے میں جواب دہ ہیں۔ جواب کا تعلق مقام اور عہدہ و اختیارات سے ہے۔ جس کا اختیار اور عہدہ جتنا بڑا ہے اُس کے دفاع کے لیے ویسی ہی مناسب دلیل درکار ہوگی۔ اس وقت ملک میں منتخب صدر، حکومت، پارلیمنٹ اور ریاست کے مرکزی و صوبائی عدالتی و انتظامی سارے ادارے موجود ہیں۔ ان اداروں میں قانون سازی کرنے والے، قانون کے بارے میں فیصلہ کرنے والے، اسے نافذ کرنے والے سارے لوگ اپنے اپنے اختیارات کے ساتھ موجود ہیں۔ کیا سب لوگوں نے اس مقدمے میں اپنے دفاع کی تیاری مکمل کر لی ہے؟ بڑی بڑی فیس لے کر مشاورت اور رہنمائی کرنے والے وکلاء صاحبان بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ پریس میڈیا اور تھنک ٹینک اس کے ماسوا ہیں۔ اگر یہ سب لوگ غداری کے اس مقدمے کی پیشی بھگتنے کے لیے تیار ہوں تو اس جواب دعویٰ و دلیل کو مفاد عامہ کے لیے سب کے سامنے لایا جائے، تاکہ امت کا ہر شخص خدا کے حضور اس پیشی سے بری ہو سکے۔

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کی سرگرمیاں

4 مئی 2014ء کو چک نمبر 225/E.B گگو منڈی میں فہم دین پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ راقم نے دین کا ہمہ گیر تصور اور دین کے انفرادی اور اجتماعی گوشے پر درس دیا۔ درس میں اس بات کو بڑی تفصیل سے واضح کیا گیا کہ دین محض چند عقائد اور عبادات کا نام نہیں بلکہ کامل نظام زندگی ہے جو انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی میں بھی مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں بے حیائی، فحاشی، عدم مساوات، معاشی استیصال اور سیاسی جبر کا دور دورہ ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اجتماعی سطح پر اللہ کے دین کی حکمرانی کو قائم کرنے میں ناکام رہے۔ پروگرام میں حاضرین کی تعداد 45 کے قریب تھی۔

18 مئی 2014ء کو فہم دین پروگرام کے سلسلے کا دوسرا درس ”دینی فرائض کا جامع تصور“ کے موضوع پر ہوا۔ درس میں یہ بات واضح کی گئی کہ دین ہم پر کون سی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے، وہ کون سے کام ہیں جو دین ہم سے لینا چاہتا ہے۔ اس حوالے سے بتایا گیا کہ مسلمانوں کی پہلی ذمہ داری خود دین پر عمل کرنا، دوسری ذمہ داری دین کو دوسروں تک پہنچانا اور تیسری ذمہ داری اس دین کو بالفعل قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہے۔ اس پروگرام میں حاضرین کی تعداد تقریباً 55 تھی۔ (مرتب: حامد شبیر مرزا)

مقامی تنظیم داروڑہ کے زیر اہتمام توسیع دعوت پروگرامات

مقامی تنظیم داروڑہ (حلقہ ملاکنڈ) کے زیر اہتمام گزشتہ دنوں توسیع دعوت کے دو پروگرام ہوئے، جن میں رُفقاء کے علاوہ احباب نے بھی شرکت کی۔ ان پروگراموں میں مقرر جناب ممتاز بخت تھے۔ پہلا پروگرام ڈوگیا نو مسجد میں بعد از نماز عصر ہوا، جس میں ایمان اور اسلام میں فرق کا موضوع تفصیل کے ساتھ زیر بحث آیا۔ دوسرا پروگرام ایک اور مسجد میں ہوا جس میں عظمت قرآن کے موضوع پر خطاب ہوا۔ مقرر نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ قرآن پاک موعظت ہے جو سخت دلوں کو نرم کر دیتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی بھی ہیں جن پر عمل کے ساتھ ساتھ ان کی تبلیغ کرنا اور ان پر مبنی نظام کو برپا کرنے کے لئے جدوجہد کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ پروگرام کے آخر میں آئندہ پروگرام کے لئے مشاورت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں اپنے دین متین پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (مرتب: ولی اللہ)

امیر حلقہ جنوبی پنجاب کا دورۂ تونسہ شریف

8 جون 2014ء بروز اتوار حلقہ جماعت اسلامی تونسہ کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام کا انعقاد ہوا۔ امیر جماعت اسلامی ضلع ڈی جی خان عطا محمد جعفری نے امیر تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر طاہر خاکوانی کو پروگرام میں درس قرآن کی دعوت دی۔ امیر حلقہ پروگرام میں شرکت کی غرض سے 8 جون صبح ساڑھے چھ بجے راقم الحروف کے ہمراہ ملتان سے تونسہ روانہ ہوئے۔ ساڑھے آٹھ بجے نقیب اسرہ تونسہ شریف رضا محمد گجر کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ ناشتہ کے بعد دفتر جماعت اسلامی گئے، جہاں تربیتی پروگرام جاری تھا۔ مسجد ہال جماعت اسلامی کے کارکنان سے بھرا پڑا تھا۔ امیر حلقہ کا درس دس بجے شروع ہوا۔ انہوں نے سورۃ المائدہ کی آیات 54 تا 56 کی روشنی میں تحریکی کارکنوں کے اوصاف پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ سچے مومن، تحریکی کارکن اہل ایمان کے لئے نرم دل اور کفار کے لئے سخت ہوتے ہیں۔ وہ مسلسل اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں سے اللہ نے ولایت کا رشتہ قائم کرتا ہے۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

ناظم حلقہ ملاکنڈ کا دورۂ چترال

ناظم حلقہ ملاکنڈ جناب احسان الودود نے 15 تا 17 جون 2014ء ضلع چترال کا تنظیمی و دعوتی دورہ کیا۔ دورہ میں لاہور سے جناب مختار احمد خان اور باجوڑ سے حضرت نبی محسن بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ اس دوران رُفقاء کے ساتھ تربیتی پہلوؤں پر گفتگوئیں ہوئیں۔ انہیں ہدایات دی گئیں۔ علاوہ ازیں درج ذیل مقامات پر دعوتی پروگرام ہوئے۔

مقام	موضوع گفتگو	شرکاء کی تعداد
1۔ جامع مسجد برنس ضلع چترال	راہ نجات (سورۃ العصر کی روشنی)	50
2۔ جامع مسجد برنس بالا ضلع چترال	فرائض دینی کا جامع تصور	60
3۔ گورنمنٹ ہائی سکول بونی ضلع چترال	قرآن مجید کے حقوق	70
4۔ گورنمنٹ سنٹینیل ہائی سکول چترال	کلمۂ توحید کے تقاضے	120
5۔ گورنمنٹ سنٹینیل ہائی سکول دیر بالا	قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں	80

اِن پروگراموں کے اختتام پر شرکاء میں کثیر تعداد میں لٹریچر اور ندائے خلافت کے شمارے تقسیم کیے گئے۔ کچھ انفرادی ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ دروش کے عبید اللہ قریشی گورنمنٹ سنٹینیل سکول کے 8 اساتذہ اور گورنمنٹ ہائی سکول بونی کے دو اساتذہ کے ساتھ خصوصی گفتگو ہوئی۔ اسرہ چترال کے نقیب محمد نبی ہمارے میزبان تھے۔ ان کے علاوہ دو رفقاء شہزاد ایوب اور ثناء اللہ نے بھی دعوتی کاموں میں بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

تنظیم اسلامی صادق آباد کا ماہانہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی صادق آباد کا ماہانہ تربیتی اجتماع ہر ماہ کے آخری اتوار مرکزی دفتر تنظیم اسلامی حیدری مارکیٹ صادق آباد میں منعقد ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں مئی کا اجتماع 25 مئی 2014ء صبح آٹھ بجے تنظیم کے دفتر میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز ملتزم رفیق حافظ عبدالخالق کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ حافظ محمد خالد شفیع جو سکھر سے صادق آباد گھر آئے ہوئے تھے، ہماری دعوت پر درس قرآن کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے سورۃ نمل کی چند آیات کا درس دیا۔ درس کا موضوع توحید اور صفات باری تعالیٰ تھا۔ اس کے بعد امیر مقامی تنظیم نسیم چودھری نے درس حدیث میں دنیا کی بے ثباتی کو واضح کیا گیا۔ درس حدیث کے بعد الرحیق المختوم سے سیرت طیبہؐ کا مطالعہ کیا گیا۔ بعد ازاں راقم نے علامہ اقبال کی ایک نظم کی تشریح کی۔ جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی ...... کھلتے ہیں غلاموں پہ اسرار شہنشاہی۔ پروگرام کے آخر میں اُسرہ جات کی میٹنگ، انفاق و دیگر امور کا جائزہ لیا گیا۔ رمضان المبارک کی آمد سے قبل استقبال رمضان اور دورہ ترجمہ قرآن کے بارے میں مشاورت کی گئی۔ تمام رفقاء نے جن میں رحیم یار خان اُسرہ سے آئے ہوئے پانچ رفقاء بھی شامل تھے، مشاورت میں بھرپور حصہ لیا۔ نماز ظہر سے قبل یہ تربیتی نشست اختتام پذیر ہوئی۔

مرکز تنظیم اسلامی میانوالی میں تربیتی نشست

یکم جون 2014ء بروز اتوار مرکز تنظیم اسلامی مسجد بیت المکرم PAF کالونی میانوالی میں حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام نصف روزہ تربیتی نشست کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کے لئے امیر حلقہ حلقہ کے ناظم تربیت ڈاکٹر جاوید اقبال، ناظم نشر و اشاعت (راقم الحروف) اور بھلوال کے منفرد رفیق ہارون شہزاد کے ہمراہ بعد نماز فجر سرگودھا سے میانوالی روانہ

ہوئے۔ ساڑھے سات بجے میانوالی پہنچے، جہاں امیر مقامی تنظیم میانوالی نور خان اُن کے منتظر تھے۔ ناشتہ کے بعد آٹھ بجے پروگرام کا آغاز ہوا تو منفرد رفیق ڈاکٹر شادی بیگ نے متاع الغرور کے موضوع پر گفتگو میں دنیا کی بے ثباتی کو اجاگر کیا اور واضح کیا کہ یہ دنیا محض دھوکے کا سامان ہے جس کی وقعت اللہ کے نزدیک مرے ہوئے بکری کے بچے اور مچھر کے پر برابر بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد بھلوال کے منفرد رفیق ہارون شہزاد نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالی۔ حلقہ کے ناظمِ تربیت ڈاکٹر جاوید اقبال نے ''داعیانہ کردار اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ پونے دس بجے امیر حلقہ نے ''اسوۂ رسولؐ کی روشنی میں امراء کا اپنے رفقاء سے رویہ'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے یہ واضح کیا کہ امیر کو اپنے رفقاء کے ساتھ رافت ومحبت اور مؤدت وشفقت کا معاملہ کرنا چاہیے۔ اُسے چاہیے کہ اپنے رفقاء کے لیے اللہ سے استغفار کرے، کیونکہ قرآن وحدیث سے ہمیں یہی اسوہ ملتا ہے۔ بعدازاں چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد راقم نے ''اطاعت امر بمقابلہ تنازع فی الامر'' کے موضوع پر گفتگو کی اور قرآن وسنت کی روشنی میں سمع واطاعت کی اہمیت، ثمرات اور تنازع فی الامر کے خوفناک نتائج کو واضح کیا۔ پونے ایک بجے امیر حلقہ نے ''جماعتی زندگی کا مہلک ترین مرض: نجویٰ'' کے موضوع پر گفتگو کی اور یہ واضح کیا کہ یہ بیماری کس وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اس کے جماعتی زندگی میں کیا مہلک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

پروگرام کے اختتام پر حلقہ کے ناظم تربیت نے اختتامی کلمات کہے، رفقاء کے تاثرات قلمبند کیے اور دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی یہ تربیتی نشست اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس نشست میں کل 15 رفقاء نے شرکت کی۔ نماز ظہر کی ادائی اور ظہرانہ کے بعد امیر حلقہ اور دیگر مہمان سرگودھا روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول ومنظور فرمائے، اور ہمیں اپنی راہ میں مال، جان اور وقت کے انفاق اور دین پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)　　(رپورٹ: حافظ محمد زین العابدین شیخ)

بقیہ : کار تریاقی

اکیسویں صدی سے زیادہ حق، انصاف، پاکیزگی سلامتی کو ترستی صدی کب آئی ہوگی۔ جب گلوبل ویلج کے چودھری بربریت، ظلم، انسان کشی، بے حیائی، عریانیت، استحصال کی ساری حدیں توڑ چکے ہیں۔ سورۃ الفتح میں یہ آیت فتح مکہ ہمراہ لائی۔ سورۃ التوبہ میں فتح روم کے دروازے کھلے۔ سورۃ الصف ہمراہ عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ لیے آرہی ہے! (آمد ثانی) قرآن حدیث سے نابلد کیمرج آکسفورڈ کے نشے میں کھوئے الدین، اس کی حقانیت اور آنے والے ادوار کے پیچ وخم کیا جانیں! شام وعراق کی داستان بہت سے سوالوں کا جواب دے رہی ہے۔ قدسی، روما کی سلطنت الٹ دینے والے شیروں کا پتہ دے رہے ہیں۔ گوانتاناموبے کی زنجیریں توڑتے، آہنی عزائم سے بیرل بموں کا مقابلہ کرتے، فضائی بمباری کے آگے ڈٹے سخت جان قافلے کے قدموں کی چاپ سنی جاسکتی ہے!

''اب تو ہر وادی میں ہے اب تو ہر منزل میں ہے''
عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جاں!

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں　تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ جولائی 2014ء
رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

مشمولات

''ضربِ عضب'' اور شیطانِ اکبر کی خوشنودی!	ایوب بیگ مرزا
حسنِ تہذیب اور حسنِ سلوک	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
اَلدُّنۡیَا یَوۡمٌ وَّلَنَا فِیۡہِ صَوۡمٌ	حافظ انجینئر عمیر انور
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است!	مدثر رشید
رمضان، قرآن اور ہم	سید عبدالوہاب شیرازی
روزہ: اپنے آداب کے آئینے میں	عتیق الرحمٰن صدیقی
مسنون اعتکاف کی فضیلت	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
فتنۂ دجالیت	رحمت اللہ بٹر
مثالی معاشرہ: قرآن کی نظر میں	محفوظ الرحمٰن قاسمی
تبلیغ دین: سیرتِ نبویؐ کی روشنی میں	محمد فہیم
صدقۂ فطر: فضائل ومسائل	حافظ محمد زاہد
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!	فرید بن مسعود
عمرہ ۲۰۱۴ء	صاحبزادہ انوار احمد بگوی

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 162 ☆ قیمت خصوصی شمارہ 50 روپے ☆ سالانہ زرِتعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی
اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لئے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے دو کتابچے ---- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① **عظمتِ صوم**

-/25 روپے

حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیۡ وَاَنَا اَجۡزِیۡ بِہٖ کی روشنی میں

② **عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک**

-/25 روپے

عقابوں کی خوراک زرشک (Barbbery) دستیاب ہے

فوائد:

- دماغی تقویت کے لیے
- نظر کی قوت بڑھاتا ہے
- بڑھاپے کے اثرات دور کرتا ہے
- ہیپاٹائٹس کا پرانے سے پرانا مرض، جگر کی کوئی تکلیف، کالا پیلا یرقان، جگر سکڑا ہوا یا جگر کا کینسر بتایا گیا ہو
- دائمی قبض کو ختم کرتا ہے
- بلڈ پریشر (لو یا ہائی) دونوں صورتوں میں فائدہ مند ہے
- دائمی سر درد ختم کرتا ہے

رابطہ: امجد ظہور 0333-4909834
گڑھی شاہو (مرکز تنظیم اسلامی) لاہور